RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED
ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
STATE
بمنظور جہانی
زبان اردو
تصنیف گل گلزار رسائی بلبل
در جزیرہ معمورہ بمبئی بمطبع ہاشمی حلیہ طبع پوشید
سنہ ۱۲۶۹ ہجریہ مقدسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معلی وصف سب سے اس خدا کے
یہہ وہ مہر آئینے جسکی لقا کے

ہر اک صورت مین وہ جلوہ نما ہے
ہر آئینہ مین وہ حیرت فزا ہے

تجلی چشم خور نے اُس سے پائی
بعینہ ہے مژہ خط شعاعی

تجلی سے نہ کرتا چشم پر مہ
سیاہی شب کی گر ہوتی نہ سرمہ

اُسی سے ہین کہ وہ سب آشکارا
کہین مہر اور کہین ہے ماہ پارا

کہین شیرین کہین فرہاد ہے وہ
جہان کا خسرو ایجاد ہے وہ

کہایا وہ کسی جا مہر افسر
وُہی ہے فی الحقیقت ماہ پیکر

اسے جلوہ جو اپنا آپ بھایا
کہون کیا آپ ہی پر خود لُبھایا

جنہین نظر حقیقت ہے ذرا کچھ
نہین وہ دیکھتے اُسکے سوا کچھ

نعت جناب فضیلت مآب سید المرسلین و خاتم النبیین
برگزیدہ عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم

محمد سرورِ دنیا و دین ہے — محمد صاحبِ شرعِ مبین ہے
دُرِ دُرجِ رسالت ہے محمد — مہِ برجِ ہدایت ہے محمد
محمد عین نورِ کبریا ہے — چراغِ شاہ زادہ انبیا ہے
دیا رفعت کا اسکو تاج رب نے — نصیب اسکو کیا معراج رب نے
براق اسکا نکیون رشک صبا ہو — جلو دار اسکا جب جبریل سا ہو
درود اس پر کہ وہ ہے فخر انجاب — سلام ان پر جو ہین آل و اصحاب
خصوصاً ابوبکر فاروق و عثمان — علی مرتضیٰ و شیرِ یزدان
بنائے دین ہوتی ہے انہی سے محکم — کہ یہہ چارون ہین قصرِ دین کے تھم
سوا ان سے کے ہین دو روشن ستارے — دو نور العین زہرا کے پیارے
سدا رکھہ مجھہ پہ یارب لطف بیحد — بحقِ آل و اصحابِ محمد
مجھے یہہ دولت دنیا و دین دے — کہ حبِ آل ختم المرسلین دے

در ستان قدوت فقہاء بے بدل زبدت علماء باعمل خطیب و مدرس
جامع مسجد بمبئی جناب عالی مراتب مولانا و استادنا معلم ابراہیم صاحب دام مجدہٗ

فرشتہ خو میسر ہین ایک استاد — غلام انکا ہے ادنی سرو آزاد
ابراہیم ان کا نام نامی — ہے گلزار خلیل اخلاق سامی

آغاز داستان

ہے بزم افروز یہ روشن بیان اب
ہوئی آغاز رنگین داستان اب

[illegible]

گدائے باصفا مین شاہ ہے تو
سخن سے گر ہے میرا نام روشن
چراغون کی چمک تو صبح تک ہے
تیری سرکار کے اصحاب دل
بجائے ہر بن مو گر زبان ہو
ہے موزون وصف نواب بہادر
سخن جوہر ہین بندہ جوہری ہے
معاذ اللہ کہان تو اور کہان ماہ
ہے روشن سب پہ یہ اندھیر میرا
ہین روشن مہر و مہ جتنک مہ و سال
علی مرتضی ہون تیرے یاور
ہو لطف اللہ شامل تیرا ہر آن
سلامت رہوین نور العین سرکار
یہی ہر دم دعا ہے نور ہے شاد
یہ ہے اب عرض ہے نواب والا
نہایت خون دلکو کرکے پانی
تیرے خدمت مین لایا ہے ناکام

ہر آئینہ سکندر جاہ ہے تو
سخاوت سے ہے تیرا نام روشن
دیے کی روشنی محشر تلک ہے
وظیفہ خوار ہین قابل و فاضل
سر مو وصف تیرا کب بیان ہو
سخن اس بحر مین ہین بے بہا در
تو ہے اک مہ انوکھا مشتری ہے
زمین اور آسمان کا فرق ہے واہ
کہ ایک ادنی وہ شعلہ ہے تیرا
چمکتا رہوے تیرا انجم اقبال
رہے جون سرو تو سرسبز خوشتر
محی الدین رہین تیرے نگہبان
رہے روشن ہمیشہ بزم دربار
غبار آسا تیرے دشمن ہون برباد
رکھے تجھکو سلامت حق تعالی
بناکر ایک نئی رنگین کہانی
تو کر سیر اسکی اب ہر صبح و ہر شام

[illegible]

برنگ سبزہ جہاں اکثر عمارت ❊ بڑھے ہے جسکے دیکھے سے بصارت
تجارت کا وہاں ہے گرم بازار ❊ ہزاروں یوسف اور لاکھوں خریدار
متاع حسن کو وہاں برتری ہے ❊ حسین جوں مہر و مہ ہر مشتری ہے
غرض اس شہر میں تھا ایک شہنشاہ ❊ سلیمان سی تھی اسکی حشمت و جاہ
بلیٰ دارا سے سردار اسکے نوکر ❊ محل کا اسکے دربان تھا سکندر
فریدون سے تھے نفرے اسکے گھر میں ❊ نظیر اپنا نہ رکھتا تھا نظر میں
محل تھا اسکا قصر قیصر روم ❊ جہان میں جسکی آرائش کی تھی دھوم
سدا تھا اسکا نعمت خانہ معمور ❊ گدائے کاسہ لیس اسکا تھا فغفور
شجاعت میں وہ تھا رستم سے افزوں ❊ عدو جسکی جوان مردی سے مردود
عدالت میں وہ تھا نوشیروان سا ❊ رکھے تھا شیر اور بکری کو اکجا
اگر بکری کو وہاں کچھ باگ بولے ❊ کہے بکری کہ بیہودہ نہ بک رے
سخاوت میں وہ تھا حاتم سے بہتر ❊ گیا تھا منزل خیرات طے کر
بہت پاس اسکے تھا جرار لشکر ❊ وہ تھا فرمان روا روئے زمین پر
بہت سے تھے اصطبل میں اسکے ہاتھی ❊ ہزاروں اونٹ لاکھوں اسپ تازی
ذرا اسکو نہ خوف بیش و کم تھا ❊ خدا کا سب طرح اسپر کرم تھا
دیا تھا حق نے اسکو ایک لڑکا ❊ چراغ بزم محبوبی سراپا
کیا تھا روشن اسنے باپ کا گھر ❊ فدا پروانہ ساں تھا باپ اسپر

نوشت و خواند مین قابل ہوا وہ
ہر اک علم و ہنر مین ہوئے فائق
ظریف اسکے جتنے تھے حضوری
شکل خورشید کا سا بے خزان تھا
فدا تھا دل سے وہ ہر مہروش پر
حسینون سے وہ لڑکا شاد رہتا
نظر مین آئینہ رویون کی صورت
کوئی گر شمع رو اسکو نظر آئے
کوئی گر پھول سے چہرے کو بتلائے
جو کوئی سرو قد کو دیکھ پاتا
کسی چہرہ کا گر کرتا نظارہ
اگر تھا خود بھی مہ پیکر ہوئی

جب اک سن کی طرف مائل ہوا وہ
ہوا اچھے رویون کا وہ مشتاق
سدا تھی اسکو کم ظرفون سے رغبت
وہ دلبر تھا پہ مثل عاشقان تھا
انہون سے گرم صحبت تھا وہ دن بھر
بن اچھی شکل کے ناشاد رہتا
بن اسکے دل پہ ایک پیدا کدورت
دل اسکا موم سا اسپر پگل جائے
تو بلبل کی طرح اسپر تڑپ جائے
تو قمری کی طرح کو کو مچاتا
تو ہوتا دل گلستان سا پارہ پارہ
پہ ہر مہرو پہ کرتا تھا فدائی

داستان جادو بیان سوداگر ملک ختا کا اصفہان کے پہونچنا مین آنا شہزادی کا بہ تقریب ضیافت اُسے بلانا عین خوشی کی حالت مین تاجر کا رونا ماہ پیکر کا فسانہ حسن کہکر ہوش و حواس کھونا مہر افسر کی ماہ پیکر کی زلف کے سودے مین گرفتاری ماں باپ سے وداع ہوکر اصفہان جانیکی تیاری

جو دیکھا فرش گل کاری کا ہموار کہا بلبل نے یہ ہے طرفہ گلزار
ہلال آسا ہر اک محراب ایوان کمان ہو جائے جسکے خم پہ قربان
پھر اُمین تھی گلونکی جال بندی پھنسا وے جسمین بلبل جا بکرچی
مکان جب ہو چکا آراستہ خوب بلا یا اُسکو جو تھا اُسکا مطلوب
بس اُسکے آتے ہی خاصہ منگایا موافق اُشتہا سب نے کھایا
وہ خورد و نوش سے فارغ ہوئے جب ہوئی بس گرم مجلس راگ کی تب
وہ محفل اور وہ رقص شمع رویان پتنگو نکی طرح سب جنپہ قربان
حسین جون مہر ہر زہرہ شمائل فدا چہرے پہ جنکے ماہ کامل
ستارونکی کسی کے بر مین پشواز فلک تک جسکا پہنچے دامن ناز
کسی کی اوڑھنی تارونکی زرین تصدق جسپہ ہون مہتاب و پروین
وہ محرم کی کناری کا چمکنا وہ انگارون سا کچھ انکا دہکنا
کسو کے کانمین بالے جڑاوی کرے حلقہ بگوشی جنکی بجلی
وہ بالے بالے کو بالا بناوین قمر کو بھی رفو جگر مین لاوین
وہ عالم انکے پھر جنبش کا ہر دم کہ جس سے ایک تہ و بالا ہو عالم
لٹین لٹکی ہوئین اور سر پہ لشکن ثریا جون شب یلدا مین روشن
وہ پیشانی کا کندن سا دمکنا جڑاوی پھر وہ ٹیکے کا چمکنا
وہ کہنا موتیون کا پاسے تا فرق سراپا آب گوہر مین وہ سب غرق

کہ کہہ کس شمع سے ہے لو لگانی
لگن میں جس کے یہ صورت بنائی

ہوا تب سے مگر غم الفت اسکو پایا
زبان پر سوز دل جون شمع لایا

ہوا سودا کا پھر گرم بازار
لگا کرنے کو سوداگر یہ اظہار

کہ باشندہ ہوں میں ملک خطا کا
خطا ناکردہ محرم دلربا کا

تجارت کا بہت سا مال لیکر
میں ہر ایک شہر میں جاتا ہوں اکثر

رواں جوں اشک ہوا ایک کارواں میں
برنگ سرمہ پہنچا اصفہاں میں

غرض ہر شہر کی لے ساتھ سوغات
وہاں کے شہ سے کی جا کر ملاقات

بخوشی سے اُسنے مجھسے نذر لیکر
مقابل اپنے رہنے کو دیا گھر

سنو تم ایک شب کی مجھسے روداد
میں اپنے بام پر بیٹھا تھا دل شاد

مقابل شہ کی چھت تھی پہ ایکبار
ہوا پریوں سا ایک توالا نمودار

ولے ایک حور وش تھی بہت اعلا
ستم جیتا قیامت قد بالا

وہ نقشہ جس سے مہر و مہ پہ حرف آئے
وہ صورت آئینہ حیرت بنا کر جائے

بھبوکا تن لباس ایک شعلۂ طور
کہے موسیٰ یہاں نور علی نور

منور دیکھ کر اسکی جبیں کو
مقابل چہرہ دیکھا جب مہ نے زمیں کو

بھوؤں میں ایک نرالا بانکپن تھا
بھرا جن میں کمانداری کا فن تھا

خمیدہ سر یہاں شمشیر کردے
مہ نو خود کو سیدھا تیر کردے

وہ چشم پرفتن اسکی پریزاد
ملک جس پر کریں دم سورۂ صاد

ہمیشہ تلخ ان سے کام شیرین
ہر یک موج تبسم دام شیرین

بھرا ہی اُن مین آب و تاب سلک دندان
تصدق جنسے ہو موتی کی لڑیان

بیان کم فہم مانی یک قلم ہے
دہن ایک غنچۂ باغ ارم ہے

زبان بوے گل ہے یا نہین ہے
سنا ہی نام پر دیکھا نہین ہے

کہون کیا عالم اس چاہ ذقن کا
کبھی اس چاہ کا ڈوبا نہ نکلا

ہزارون یوسف ازبس پا سے تا فرق
سدا اس چاہ کی ہین چاہ مین غرق

وہ گردن کی نزاکت اور صفائی
نمایان جس سے ہر دم خود نمائی

پیا وے جب جو وہ غنچہ دہن پان
ہے سرخی جون مے مینا نمایان

گلے سے سرخی پان کب عیان ہے
گلے پر اسکے خون عاشقان ہے

کہون کیا ساعد و بازو کا عالم
نہ تھی وہ شاخ نخل طور سے کم

لبے تو دیکھ کر اسکی کلائی
ید قدرت سے ہے حق نے بنائی

وہ اسکی انگلیان اور دست پر نور
مقابل جنکے نور شمع کافور

وہ ہاتھ آوین کسی کے کیا ہے قدرت
ید بیضا سے بھی مانگے جو بیعت

سہے تو اسکے ناخن کو نہ پہنچے
سدا عقد شب یلدا جو کھولے

دل عاشق کا پھر معلوم احوال
حنا تک جسکے ہاتھون ہے پامال

نہ کیون لین وہ زبردستی سے دل چھین
انھون کے وصف مین دیوان رنگین

قلم جب شاخ مرجان سے بنایا
تو یہ رنگین مضمون ہاتھ آیا

ہزاروں اچپلاہٹ سے وہ خودکام
نظر آتی مجھے جون یکسر نور
عجب انداز سے جلوہ دکھایا
نظر آتی مجھے جب وہ مقابل
گرا مدہوش ہو جون سایہ تاک
کیا دلمین شراب عشق نے جوش
کئی دم بعد مجھہ مین ہوش آیا
قرار و صبر و راحت لیگئی وہ
عجب اسوقت گذرا عالم یاس
ہوا تھا تیر الفت سے جو گھائل
نہ تھا کچھہ کام غیر از آہ و زاری ؛
نہ دی پر اس پری نے پھر دکھائی
پھر اگر دا سکے جون پرکار نا کام
ہوا جب وہانسے مین مایوس یکبار
وہان سے آیا خدمت مین تمہاری
یہان یاد اسکی مجھکو یاد آئی
میرے رونیکا اسدم یہہ سبب تھا

کبھے تو برق سی چمکی لب بام
خجل جلوہ سے جسکے لمعہ حور
کہ مہ نے ابر مین منہہ کو چھپایا
ہوا سو جان سے مین اسپہ مائل
مثال موج محو دل مست اور چالاک
ہوئی یاد مصلاحیت فراموش
تو پھر اس آفت جانکو نہ پایا
بر نگ ماہ داغ ایک دے گئی وہ
کہ مجھکو اپنے جینے کی تھی آس
لگا دل لوٹنے جون مرغ بسمل ؛
یہی ہر دم رہا بس شغل جاری
لبون پر جان آتی وہ نہ آتی ؛
نہ آیا ہاتھہ کچھہ آغاز و انجام
پھر اپنے وطن کو ہو کے ناچار
حقیقت یہہ سراپا ہے ہماری
الم نے سب خوشی دلسے بھلائی
تقول اسکا میرے حق مین غضب تھا

نہ دلکو عشق کی آتش مین ڈالو ‏ ‏ الم سے جان کو اپنے سنبھالو

بچاؤ رنج سے جلنے سے جی کو ‏ ‏ مبدل مت کرو غم سے خوشی کو

کرے ہے جسنے اگر دوستی عشق ‏ ‏ تو آخر کار لیجا اسکا جی عشق

نہین خانہ خرابی اسکی پنہان ‏ ‏ ہزارون گھر کئے مین اسنے ویران

دل مجنون مین اسنے گھر کرکے مسکن ‏ ‏ پھرایا جون بگولا اسکو بن بن

محبت ہی نے لی فرہاد کی جان ‏ ‏ گرایا کوہ سے جون سنگ غلطان

زلیخا سے جو رکھی اسنے الفت ‏ ‏ تو باندھی چاہ کی یوسف سے تہمت

کیا سارے جہان مین اسکو بدنام ‏ ‏ کہون کیا اسکی خوبی ہے بدانجام

مجھے رہ رہکے ڈر آتا ہی ہے ‏ ‏ کہ اسنے دوستی اب تجھسے کی ہے

کریگا کیا سلوک اللہ اعلم ‏ ‏ کہ یہہ حیلہ سازی مین ہے یکدم

نہین ہے پھر کوئی فرزند مجھکو ‏ ‏ کرون ہون اسلئے مین منع تجھکو

یہی بس ایک نور العین تو ہے ‏ ‏ بھری دل مین مراد اور آرزو ہے

خیال خام سے اب باز آؤ ‏ ‏ خدا کے واسطے باہر نجا تو

یہہ دم دیتا تھا اور آنسو روان تھے ‏ ‏ نہ آنسو بلکہ لخت دل چکان تھے

کہا تب اسکو مہر افسر نے ہنسکر ‏ ‏ کہا جو آپنے سو سب برابر

کہ مین بھی اسکے حیلے جانتا ہون ‏ ‏ رویہ عشق کا پہچانتا ہون

نہین مین نے کیا لیکن سنا ہے ‏ ‏ بھلا اسکو سمجھنا ہے برا ہے

لئے ہمراہ فوج نالہ و آہ — چلو تنہا میں بھی جاتا تیرے ہمراہ
شب تنہو کی یارج ایک شوکت سے تنہا — خبر لیکے اس مہرو کو آنا
لگا تب کہنے با الحاج ناکام — جو عاشق میں انہیں شتابی کیا کام
تمہیں بھی میرے ساتھ آنا نہیں خوب — عبث تکلیف فرمانا نہیں خوب
زبردستی ہے یہ رسم عشق سے دور — یہاں پاس رضامندی ہے منظور
یہہ کہکر تاج زر سر سے اوتارا — نشیب آیا بلندی سے ستارا
گریبان جب کیا مثل سحر چاک — لگا خورشید سر پر ڈالنے خاک
جو دیکھا شہ نے مہر افزا کا یہہ حال — ہوا لب غم کے ناخنوں سے وہ پامال
محل میں ہو گئی برپا قیامت — غضب تھا شور واویلا قیامت
ہر اک دم تھا وفور گریہ و آہ — عجب وہ وقت تھا اللہ اللہ
وہ ہر اک کا گلے مل ملکے رونا — وہ تخم حسرت دلمیں بونا
کوئی سنگ الم سے توڑ کر سر — گرا پانو پہ اسکے ہاے کہکر
ہر اک نے جوئے اشک غم بہائی — ولے جس دم خبر یہہ ماں نے پائی
وہ دوڑی آئی رکھکر سر پہ ہاتھ — کہا بیٹا کہاں جاتا ہے ہیہات
نہ کر تو قتل مجھکو تیغ غم سے — کہ میری زندگی ہے تیرے دم سے
جو تجھسا لعل ناسفتہ گنواؤنگی — تو کہہ جینے میں پھر کس طرح پاؤنگی
کہا یہہ سنکے مہر افزا نے رو رو — خدا دے صبر اماں جان تمکو

دیا پیغام لی اسنے تب راہ — چلے تھا جون ہوا با نالہ و آہ

جو اسکا رہنما جون خضر تھا دل — چلا جاتا تھا وہ منزل بمنزل

ہوے گردان وہ تھا جیسا بگولا — بنا تھا بادپا اسکا بگولا

جو تھا آشوب وہ گلرو تو ہر بار — پکڑ لیتے تھے دامن پیار سے خار

فدا تھے داغہاے سینہ طاؤس — ہوئے تھے آبلے انکھوں سے پابوس

کہا کرتا تھا رو رو کر صبا کو — مری جانسے کہہ اس دلربا کو

کہ مین نے تیری خاطر سب کو چھوڑا — سبھوں نے توڑ کر دل تجھ سے جوڑا

یہی ارمان ہے جو دیکھنے پاؤن — ترے قدموں پہ بس سر رکھکے مر جاؤن

مرو تنہا کہ میں اس غربت میں ناشاد — کرے گی باد میری خاک برباد

یہ رسم دوستی ہے آفرین باد — رہون مغموم میں اور تو رہے شاد

کرون میں غم میں تیرے نالہ و آہ — ہزار افسوس تو ہووے نہ آگاہ

رہے تو مثل گل شادان و خندان — رہون شبنم صفت میں غم میں گریان

یہان کانٹون پہ بستر میرا ہووے — وہان تو سیج پر پھولونکے سووے

سنوارے تو وہان زلف گرہگیر — یہان سودا کے مارے پانون میں زنجیر

رہے آئینہ سے تجھکو سروکار — ستاوے مجھکو حیرت شکل دیوار

وہان تو خود کو بن ٹھن کر سنوارے — خرابی مجھکو اس میں لگا رے

ذرا اس بات میں ہے منصفی شرط — کہ اب کیا عاشقی کی بس یہی شرط

یہہ حیران تھا کہ کشتی آ کے اٹکا
کہوں کیا وہ دُر دریائے خوبی
فلک نے تب یہہ مژدہ کو سنایا
وہ بیٹھا جس دم اُس کشتی مین آکر
پھری نیت ہوا نے بادبانکی
لگی دینے نظر آیا کنارا
سوادِ اصفہان دیکھا نظر سے
کنارے تک لی پھر شہر کی راہ
خوشی مین ایسی راحت بیٹھے پاتا
دعا مانگی یہہ در درگاہ والا
دکھایا تو نے مجھکو ابتدا خیر
یہہ کہکر شہر مین داخل ہوا وہ
نہا کر نہلے پہنی اپنے پوشاک
لیا پھر ایک خاصہ بادپا مول
غرض بیٹھ اُسپے نکلا سیر کو وہ
عجب وہ شہر تھا پاکیزہ اور خوب
بندھی ہوئین تھین سڑکین راستی سے

ہوئی تھی مثل صدف اسجا شود
سوار اسمین ہوا ہو شاد جلدی
کہ برج حوت مین خورشید آیا
روانہ کی اُسے لنگر اٹھا کر
چلی وہ اُسکے آ ہو نے شتابی
کیا چلنے سے دریا کے کنارا
کیا خوش ناخدا کو سیم و زر دے
ملائی مہر نے لے منزل ماہ
مصیبت رہ کی یکسر سب بھلاتی
کہ اے معبود والے بار تعالیٰ
اسی صورت سے کیجیو انتہا خیر
سرا مین جون مسافر جا رہا وہ
رکھے ابعد اسکے نوکر تو بیا ایک
خراج پادشاہی جسکا تھا مول
لگا پھرنے ہر ایک سو کو بکو وہ
کہ ساکن جسکے قابل اور خوش اسلوب
بنا کو جسکے دوری تھی کجی سے

سنا تھا نام یوسف کا سو تو ہے | عجب نام خدا تو خوب رو ہے
یہہ کہکر اسکو چھاتی سے لگایا | پکڑ کر ہاتھ پاس اپنے بٹھایا
ہوا پھر اسس کا وہ احوال پرسان | بتا وے تا اس گھڑی یہہ اسنے کی بیان
کہ اے شاہ جوان دولت جوان بخت | سلامت رہوے تیرا تاج اور تخت
ذرا اسس کان دھر کر میرا احوال | ہوا ہون چرخ کے ہاتھون سے پامال
سدا سوداگری ہے کام میرا | وطن بنگالہ خالص نام میرا
تصرف مین بہت رکھہ ملک اور مال | سدا اسس شہر مین بستا تھا خوشحال
سنا جب مین نئے اوصاف حمیدہ | ہوا دیدار حضرت کا نہ دیدہ
تجارت کا بہت سا ساتھہ لے مال | مین نکلا وطن سے اسس سودا مین فی الحال
جو تھا قسمت مین سو لکھا آب و دانہ | ہوا اس شہر کی جانب روانہ
گرا ناگاہ رہ مین آکے ڈاکا | لٹا اسباب ہر یک آشنا کا
لٹا جب سیم و زر اور مال و اسباب | ہوئے بیتاب سب مانند سیماب
ہوئے سب قافلہ والے پریشان | لگے فریاد کرنے ہوکے حیران
سپاہی لیگئے اسباب سارا | لگا ہمنے نحوست کا ستارا
نہ کچھہ حاصل ہوا جنگ و جدل سے | پڑے سب بیکلی مین بلکہ کل سے
کوئی زخمی ہوا مقتول کوئی | لگا سر پر اڑانے دھول کوئی
یہہ ابر تیغ سے وہان خون بہا تھا | کہ جنگل تختہ گویا لالہ کا تھا

محل تھا ایک بلندی میں فلک سا	وہاں اس نجم خوبی کو اتارا
کہا یوں دیکھ اس نے استخارا	بلندی پر ہے کچھ اپنا ستارا
ہوا جب اسکی عشق نگاہ سے قرب	تو ہوگا آج کل اس ماہ سے قرب
گھر اسکا جو تیرے گھر کے مقابل	رہائی دست غم سے پائیگا دل
مکان کو دیکھ کر اسکے وہ ناکام	غزل پڑھتا تھا یہ ہر صبح و ہر شام

غزل

بلند اب تو اس مہ کا مکان ہے	زمین سے کہیں بڑھکر وہ آسمان ہے
جدائی میں تیری اے دُر نایاب	میرے انکھوں سے اب نت دریا رواں ہے
ہر ایک پل یاد ہے اس لالہ رو کی	ہماری چشم ہر دم خون فشاں ہے
میں تجھ دیتا ہوں ہر دم اس پری پر	ولے اسکو میری پروا کہاں ہے

کہاں تو رات بھر جاگا ہے مت سنتا ہے رہ

تیرے چہرے سے بیداری عیاں ہے

خیال اس بت کا اسکو جب نہ تب تھا	اسیکا تذکرہ وہ روز و شب تھا

داستان مہر افسر کا ماہ پیکر کو اور ماہ پیکر کا مہر افسر کو جلوہ دکھانا تیر اسکا صورت تصویر بن جانا مرد خواجہ سرا کی استفساری ملاقات سے باپ میں مددگاری

کہیں یہ آئینہ رو با ہوش مین آئے / خبر شہ کو نہ اس روداد کی جائے
ہوا اندھیر جب پر خیر کیجو / ہمین اس ماہ کا مت داغ دیجو
تنک وہ جون صبا کی سب نے انجا / یہ اس گل مین نہ شمہ ہوش آیا
نہ یہان کار دعا تھا اور دوا تھا / یہان کار نسیم دلبرا تھا
ہوا نے بوے دلبر اسکو سنگھائی / ہوا کیا آئی گویا جان آئی
جب آیا ہوش تب رونے لگی وہ / سپتے دلدار جی کھونے لگی وہ
مقابل جب نظر آیا نہ وہ یار / تو اتری بام پر سے ہوکے ناچار
پھر کھٹ پر وہ لیٹی ہوکے خاموش / گنوا کر عشق مین سب عقل اور ہوش
تو انھون نے سبب پوچھا جو آکر / انھون کو اسکے ہی بتا بتا کر
لگی منہہ ڈھانپ کر جون شمع رونے / لگا دلسوز غم سے آپ ہونے
محل مین اسکے اک خواجہ سرا تھا / دل و جان سے وہ اس پر فدا تھا
فزون تر حد سے اسکا اسپہ تھا پیار / کہ تھا طفلی سے اسکا ناز بردار
رکھے تھا زلف سا کاندھے پہ دن رات / لبان سایہ رہا ساتھ ہی ساتھ
جدا کرتا تھا پہلو سے جون دل / سدا سینہ پہ رکھتا جون حمائل
وہ ہنستی مثل گل تب خوش وہ ہوتا / اگر وہ منہہ پھلاتی تب وہ روتا
وہ ماں کا دودھ پیتی تب یہ کھاتا / وہ سوتی تب اسے آرام آتا
وہ تھا ہر دم بدم دمساز اسکا / غرض طفلی سے تھا ہمراز اسکا

مقابل اس محل کے جو مکان ہے — بلندی مین وہ گویا آسمان ہے
کوئی شخص اسکے کوٹھے پر کھڑا تھا — بجا تو ن مہر یا یہ تھا کہ کیا تھا
خیال و فہم سے حسن اسکا تھا دور — فرشتہ اسپہ قربان اور فدا حور
خدا جانے وہ نوری تھا کہ ناری — شرارت تھی بھری چہرے مین ساری
نہ کیونکر ناک وہ کل سے چڑھاوے — پر یکو چٹکیون مین جو اڑا دے
وہ عالم اسکی چشم سرمگین کا — کہ جس سے سرمگین آہو چین تھا
بجا تو آنکھہ تھی وہ یا پری تھی — ہو نظر و مین اٹھا کر لیگئی جی
ہلالی ذرہ اسنے جو نہین ابرو — کیا بسمل دل و جان و جگر کو
ادا اسکی مجھے خوش لگی ہائے — وہ نقشہ اور وہ صورت بھاگئی ہائے
کچھہ اس بن ہا خوش آتا نہین ہے — یہہ سامان عیش کا بھاتا نہین ہے
ہیو نہین شربت مرگ اب تہ کیونکر — کہ زہر اس سبز مخمل کا ہے بستر
ہنو گی گر میری اس سے ملاقات — تو سن لیجو کرونگی جان پر گھات
سنین جب اسنے باتین اسکی ساری — ہوئی تب اسکو دونی بیقراری
لگا کہنے کہ سن اے شاہزادی — نہ دیجو اپنا گھبرا کر کہین جی
خدا مشکل تیری آسان کریگا — وہی اس درد کا درمان کریگا
نکر برباد اپنا ننگ و ناموس — نہان یہہ داغ رکھہ مانند فانوس
مگر جا دو لگا فرط شوق سے کام — نکچھہ بن آئیگی پھر اے گل اندام

ہوئی ہے یکبیک جو ثمیہ مفتون ۔ ہر ایک دم حال ہے اُسکا دگرگون
جب اسنے داغ دل اپنا دکھایا ۔ مجھے حالت پہ اُسکی رحم آیا
کہا مین نے کہ مت غمگین ہو تو ۔ بلالاتا ہون تیرے پاس اُسکو
یہہ کہہ مین اُنکی خدمت مین آیا ۔ ہون اُس مشتاق کا پیغام لایا
سدا رہتی ہے قمری سرو کے پاس ۔ ہے بلبل کو ہوائے گلستان راس
بہار زندگی ہے یار کا وصل ۔ مبارک ہو تمھین دلدار کا وصل
اگر ہو آپ مشتاق ملاقات ۔ سہارے سے کمند زلف کے رات
چڑھہ آئیو بام پر جون سایۂ نور ۔ ہے معراج کلیم اوج کہ طور
غرض یہہ مژدۂ جانبخش سُنکر ۔ فلک پر تھا دماغ مہر انور
پیام اپنے مسیحا کا جو آیا ۔ تن بیجان نے گویا جان پایا
کہا اپنا پہر اسکو حال سارا ۔ کیا راز نہان سے آشکارا
کہ مین بھی اُس سے ہون مدت سے شیدا ۔ ہے دل کا حال چہرے سے ہویدا
ہزارون رنج غربت کے اُٹھا کر ۔ وطن کو اُسکے دیکھا مین نے آکر
ہوا دیدار تو اُسکا میسر ۔ ولی اب وصل کی خاطر ہون مضطر
رکھون ہون تجھہ سے یہہ چشم اعانت ۔ کہ جلدی سے ملے وہ سرو قامت
اگر اسمین جیونگا یا مرونگا ۔ وے تو جو کہیگا سو کرونگا
غرض کہہ سنکے یہہ ساری حقیقت ۔ ہوا سیدی زمرد اس سے رخصت

ہر ایک اسکی کلی گل کی کلی تھی
ہر ایک سے گل کو دائم بے کلی تھی

تصدق اسپہ بلبل لاکھ جی سے
بہار اسکی نظر مین لا خوشی سے

نہ پیراہن مین وہ پھولی سمائی
بس اس گل کو وہ کرتی جست آئی

وہ انگیا پہنی پھر آب رواں کی
کچونکی جس سے رنگت سب عیان تھی

سب انکو دیکھ یون حیرت سے بولین
نہان دو گل مین یہہ دو بلبلین ہین

حباب اسکی خجالت سے ہوئے آب
کیا غیرت نے انکو دم مین غرقاب

انو تھی لتہ تھی پھر جالبندی
سنہرے اور رپہلے بادلے کی

اسے کیا مہرو مشکل اپنی بتلائین
چمک دیکھ اسکی وہ بادل مین چھپ جائین

وہ رشک مرغ زرین لتہ چترا
اڑا لیجائے جو دل سینکڑونکا

تمامی کا پہن پھر پائجاما
وہ رشک سیہ بنی سیج بچھو کا

سنواری اسنے پھر وہ جعد کاکل
مقابل جسکے کالا کھائے سنبل

وہ موباف زری آمیز چوٹی
عجائب پشت پر جسکی لٹک تھی

یہہ موباف زری نے پیچ ڈالا
اندھیری مین کیا یکسر اجالا

گھٹی پرتو سے اسکے مہر کی قدر
بنا موباف زرین لیلۃ القدر

جواہر کا پھر اس مہرو نے گہنا
زسر تا پا نہایت موقع سے پہنا

ملا اس بت نے پھر وہ عطر شاہی
معطر جس سے سر سے تا بپاہی

پہن کرتے پھر پھولونکا زیور
دماغ اپنا کیا دونا معطر

پرستار ایک تھی اس مہ کی دمساز — تھی خواجہ سرا سی وہ بھی ہمراز

نہ تھی وہ مہر و مہ سے حسن مین کم — غرض تھا نام اسکا نور عالم

رکاوٹ اسنے ان دونوں کی کر غور — لگی کہنے وہ یون گھبرا کے فی الفور

کہ سن اے ماہ پیکر بات میری — سمجا تو کیا کرگی شرم تیری

فلک کی چال سے ہے بیخبر تو — بس اس فرصت کو اب ضایع نکر تو

ابھی دن ہجر کا ہوگا نمودار — کہان پھر تو کہان یہہ شب کہان یار

غنیمت اس گھڑی کی ہے ملاقات — ذرا تو ہنس کے اسکے ساتھ کر بات

تجاہل بس نکر مین تیری واری — کہ اس مہمان کی مہمان داری

یہہ سنکر ہنس پڑی وہ صورت گل — ہوئی پھر چہچہے زن مثل بلبل

ہوا صہبا کا جب دم دور آغاز — لگے جون شیشہ کھلنے عقدۂ راز

نشے الفت سے جب دونو ہوے مست — لگا لے پانون شوخی نے زبردست

وہ کاکل اسکا اور وہ نور عالم — لگے ہٹ دیکھ کر یہہ ان کا عالم

بہت تکرار کی ہان اور نہین کی — چلی پر وہان نہ کچھہ اس مہ جبین کی

ہزارون فن سے وہ وہان پا کر گھات — اٹھانے یون لگا حظ ملاقات

کبھی رکھتا تھا اسکے گال پر گال — کبھی منہہ چومتا تھا ہو کے خوشحال

بلائین وہ کبھی زلفون کی لیتا — کبھی ہاتھون سے انکو پیچ دیتا

غرض ہاتھ اسکے ایسی رات آئی — کہ زلف یار اسکے ہاتھ آئی

ہوئے جب خواب سے بیدار دونو — سکا ئین اپنے اپنے یار دونو

وہ بھولائی سے لے شب کے گھونکی — کرے جو روح تازہ بلبلونکی

تھی انکے جامۂ تن سے ہویدا — ہوا جس سے ولولہ ایک دلمین پیدا

سبھی تھے دلمین ہر ایک کے خیالات — کہ کب بات آئیگی پھر وصل کی رات

ہر اک کو شام کی تھی انتظاری — ہر اک کی چشم سے تھے اشک جاری

تصور مین رکھے اسکا حسن و زیبا — غزل پڑھتا تھا یہہ وہ مہر مضطر

غزل

نگہ کس بحر جو فی سے لڑی ہے — کہ سلک اشک گوہر کی لڑی ہے

شرار و سے نہین کم آتشین اشک — ہماری چشم گریان پھلجھڑی ہے

برس ہے غم مین روز ہجر مہ رو — خوشی مین بسر کی شب اک گھڑی ہے

شعاع رخ سے ہر بالی کا پتا — گل خورشید کی سی پنکھڑی ہے

کرون تعریف کیا اسکے دہن کی — کہ چھوٹا منہہ ہے بات اسکی بڑی ہے

نکیون لالہ کی پتی داغ ہو جائے — لب گلگونہ پہ مسی کی دھڑی ہے

نزاکت نے کیا لیلی کو مجنون — اسے ہر حلقۂ زرہ بہت کڑی ہے

دہن غنچہ ہے نرگس آنکھ رخ گل — قد اس خوش رخ کا پھولونکی چھڑی ہے

جدائی سے کے عوض مرنا ہے منظور — نہین غم کہ اجل سر پر کھڑی ہے

عجب تھی اسکی اسکو آہ طاری
کہ ساری رات آنکھوں میں گذاری

ہر اک کھٹکے پہ اٹھہ اٹھہ دیکھتی تھی
نہایت ہی لب اسکو سکی تھی

ہوا خورشید کا جب گرم بازار
چھپے پردے میں دست شب کے آثار

ہوئی مایوس تب وہ ماہ پیکر
کسو سوں نے کیا گھر دلمین اگر

کہ شب کو کس لئے وہ یہان نہ آیا
مگر اسکو کسی نے دیکھہ پایا

کسو نے اسکو اس کوچے میں پاکر
کہا یہہ راز شاید شہ سے جاکر

مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہہ افسوس
کیا ہووے نہ شہ نے اسکو محبوس

ہوا کوئی اسکے یہان آشنا باغ
نہ آیا کس لئے وہ مہہ لقا آج

میرے بن اسکو کیونکر صبر آیا
دیا اسنے کسو سے دل لگایا

کسو نے اسکو بہکایا نہووے
کچھ الٹا اسکو سمجھایا نہووے

سنا اسنے پہ کیا گذری ہے حالت
کہ دل کو بیقراری ہے نہایت

جو اس سوز دروں نے سر اٹھایا
شرار سنگ کے تن میں بھی پھیلا

تپ غم نے جو کی آتش فشانی
ہوا لب خون دل اس مہہ کا پانی

ہوئی اسکے منہ بیمار وہ بھی
پڑی بستر پہ ہو ناچار وہ بھی

عجب تاثیر ہے الفت کی اے یار
اگر ہے جان دل دلبر کو اٹھا یار

یہان دکھنے لگے گر چشم خونبار
وہ لوٹے آتش پر وہان ہوکے بیمار

اگر وہ درد ناخن سے ہو دلگیر
لگیں دلبر یہان سو زخم شمشیر

لگا یہ کہہ کے رونے پھر وہ معصوم ۔ بہا اول اشک ہو کے صورت موم

وہ مہ رو بھی لگی آنسو بہانے ۔ لگی رو رو کے یون باتین بنانے

مین صدقے تجھ پہ ہون اے مہر افسر ۔ کہان تجھ پر جفا تھی ماہ پیکر

یہ نیش و نوش کی گھاتین تھین ساری ۔ نیاز و ناز کی باتین تھین ساری

ذرا انکو نہ اپنے دل سے سچ جان ۔ بس انکو ناز معشوقانہ پہچان

غرض پھر ہنس پڑے دونو وہ باہم ۔ بہ رنگ شبنم و گل رو کے اس دم

رہے وہ رات بھر پھر عیش مین شاد ۔ ہوئی جب صبح تو وہ رشک شمشاد

جدا ہو اپنے اس سرو رواں سے ۔ محل مین لیٹ آ اسکے مکان سے

نماز صبح کو کر کر ادا وہ ۔ [illegible] پہ لیٹے سو رہا وہ

داستان عمار کے ہاتھوں ان باہم زیبونکی پردہ دری ماہ پیکر کا پا بزنجیر ہونا مہر افسر کی نوحہ گری اُسے گردن مارنے کا پادشاہ کا جلاد کو حکم دینا بہزار تدبیر دونون کا شہر اصفہان سے اُنکے ہاتھ سے مخلصی پا کر بنگالے کی راہ لینا

پلٹ دے ساقیا تو جام صہبا ۔ جدائی مین نہ لونگا نام صہبا

اگر

اگرچہ فکر بھی تو فکر تیری ۔ وگرچہ ذکر بھی تو ذکر تیری

یہہ چاہا ہون جناب کبریا سے ۔ کہ تو پاوے رہائی اس بلا سے

ہوا جب حقمین تیرے قتل کا حکم ۔ یہہ جلادونکو شہ نے دیگا حکم

خدا کے واسطے تو یہانسے نکل جا ۔ شتاب اس شہر سے باہر نکل جا

بیابان مین کہین تو جاکے چھپ رہ ۔ جگے چھپنے کی اچھی پاکے چھپ رہ

یہہ ہنگامہ مٹے گا جس گھڑی سب ۔ بلاونگی تجھے ڈھونڈواکے مین تب

نہین اچھہ غم اگرچہ ہے زندگانی ۔ ملینگے پھر بھی ہم اے یار جانی

[illegible] جہان جا تو خوش رہ ہو جہان ہے ۔ مثل مشہور بھی ہے جان ہے تو جہان ہے

سنا جب مہر افسر نے یہہ احوال ۔ لگا رونے وہ رکھہ آنکھونپہ رومال

کیا [illegible] وحشت غم نے دیوانہ ۔ ہوا وہ طرف جنگل کے روانہ

[illegible] لکھا فلک نے اسپہ ڈالا ۔ کہ اسکو شہر جانانسے نکالا

[illegible] الفت کی بیڑی پامین جون سیل ۔ قدم لیتے اٹھاتا تھا بمشکل

وہ نکلا اسطرح وہانسے پریشان ۔ نکلتی جسطرح ہے جسم سے جان

ہر ایک کوچے کو پھر پھر دیکھتا تھا ۔ ستارہ اسکا گردش مین پڑا تھا

غرض ملتا ہوا وہ دست افسوس ۔ وطن سے اسکے نکلا ہوکے مایوس

بیابانمین ہر ایک سو خوب کر غور ۔ ہوا ایک غار مین پوشیدہ فی الفور

کہون کیا وقت جب مغرب کا آیا ۔ اندھیرے مین اسکا دم اکتا گیا

وہان گر ضعف نے طاقت ہی پائی ۔ تو یہان وحشت سے تاب نا پائی
کیا جو میرے غم نے حال تیرا ۔ کیا وہ تیرے غم نے حال میرا
قدم تونے وفا مین گر رکھا ہی ۔ تو ان قدمون پہ فدوی بھی فدا ہی
ولے اب ہجر سے ہون سخت ناچار ۔ میری چھاتی پہ ہی کوہ گران بار
جگر مین درد ہی ہونٹون پہ دم ہی ۔ یہہ دم اب عازم ملک عدم ہی
صلاح وقت اب یہہ ہی کہ آ تو ۔ مسیحائی سے مردہ کو جلا تو
اگر کچھ پاس نام و ننگ کا ہی ۔ تو پھر کیون عشق کو رسوا کیا ہی
سدا مشغول رہ عیش و طرب مین ۔ پھنسا کر مجھکو اس چاہ تعب مین
ڈبانا چاہ کا نام اچھ دلارام ۔ یہی کیا آبرو والونکا ہی کام
غرض سیدی زمرد سب یہہ سنکر ۔ پھر اونا نسبے لبسو تے ماہ پیکر
و نا نسبے جب وہ اسکے پاس آیا ۔ پیام اسکا اسے سب کہہ سنایا
سنا جب یار کے غم کا فسانہ ۔ ہوے تب اشک آنکھون سے روانہ
جو نظرون مین سمائی صورت یار ۔ ہوئی سیلاب زن چشم گہر بار
ندی رونے سے فرصت ایکدم جب ۔ حباب آسا بہایا آب مین گھر
لگی رو رو کے یون کہنے کہ ای دل ۔ رہا الفت سے اب تک تو ہی غافل
رویہ کب ہی یہہ اہل وفا کا ۔ یہہ شیوہ بلکہ ہی اہل جفا کا
کرون مین اس محل مین عیش و آرام ۔ رہے جنگل مین سرگردان وہ ناکام

پلا اے مرشد صہبا پرستان ۔ یہہ تیرا میکدہ ہے یا پرستان

عجب کیفیت جلوہ گری ہے ۔ پری مین جلوہ شیشہ مین پری ہے

ہوا اب اس پری کو تو بتا دے ۔ وہ آب آتشین مجھکو پلا دے

مذاق انس و جان کی تہ کو پہنچو ۔ طلسمات جہان کی تہ کو پہنچو

ہر ایک دم دیکھہ نیرنگی گردون ۔ بہاتا ہون مین اپنی چشم سے خون

ہوا دار و شہ پھیر دیئے تو چڑھکر ۔ ہوئے اکطرف راہی مثل صرصر

یہان مہر و مہ دو نو دل افروز ۔ منازل قطع کرتے تھے شب و روز

جب اس حالت مین گذرے دن انھین چار ۔ تو آخر ماندگی سے ہوکے ناچار

ہر ایک جانب ہر اک نے منہہ پھرا کے ۔ لیا دم ایک مقام دلکشا دیکھہ

عجب سبزہ وہ پاکیزہ جا تھی ۔ دلا دے یاد جو قدرت خدا کی

چمن بندی ہر ایک سو بیچ تالاب ۔ لبان دیدہ عشاق پر آب

مصفا اسکا پانی مثل بلور ۔ وہ مہر و مہ کا آئینہ تھا پر نور

جو خود سے اسکو بہتر دیکھتے تھے ۔ ملک سے اسکو جھک کر دیکھتے تھے

وہ چشمہ دیدہ پر آب حیران ۔ تھین سیڑیان مانند مژگان

تحمل تھا لمعہ انجم صفا سے ۔ بنی تھی ہر ایک سنگ طلا سے

نظر کرکے صفائی انکی یکسر ۔ لیے اشتک پھسلے پاون انپر

جب الجھے رو نے خود سے کاکل شب ۔ فلک نے شانہ سیمین رتبہ تب

کہ انکے روسے تابان پر نظارا ملے تھا آنکھہ اپنی ہر ستارا

ہوا گرد اُنکے چکر مارتی تھی بجائے پاسبان للکارتی تھی

قضا کار اپنے دلمین خوف کھا کر یکایک چونک اُٹھا مہر افسر

نظر آیا سیہ پوش ایک مقابل تو سمجھا تیرہ بختی سے وہ غافل

مقرر شر کا یہہ بھیجا ہوا ہے سیرے ہی گھات مین بس لگ رہا ہے

اگر غافل یہہ اسدم مجھکو پاتا ابھی ملک عدم کی رہ بتاتا

مجھے کر قتل لیجاتا یہہ گو خوشی سے سونپدیتا مُرشد کو

یہہ دلمین سوچ وہ بیتاب و مضطر بسان شعلہ اُٹھا تیغ لیکر

ہوا وہ اسکو اُٹھا پا کے چلتا یہہ دوڑا اسکے پیچھے ہاتھہ ملتا

لگا چلنے قدم ہر ایک بڑھا کے یہہ پیچھے پیچھے اور وہ آگے آگے

جب اس صورت سے چل نکلے بہت دور چھلاوا بنکے تب ایک بگہ نور

ہوا ہوتا چلا بس آگ بنکر زمین پر سے لگا اُڑنے فلک پر

وہ جسدم ہو گیا نظروں سے پنہان ہوا تب مہر افسر دلمین حیران

کہا کھا خوف دلمین یون خدایا مجھے یہہ کیون دوڑاتا وہان سے لایا

وہان ہی گر یہہ ہو جاتا چھلاوا تو مین کاہیکو یہان تک چل کے آتا

لگا افسوس کرنے دلمین کھا ہول پھر اپھر اس جگہہ سے بڑھکے لا حول

سنو اب ماہ پیکر کا تم احوال ہوئی کیا دست فرقت سے وہ پامال

نشان آئینہ رو کا اسنے وہ وہان
تو ہی اے خار انگلی سے بتا دے
وہ کس گل مین بسان بو نہان ہے
کہا نرگس کو پہر آنکھین دکھا کے
نکال آنکھو سے اسکو اشک کے طور
ہوا بیدار یہہ فتنہ جو پر قہر
سموم غصے سے ہر برگ گلزار
بن اس محرم کے باغ اسکو نہ بہایا
فراق چست پیراہن مین بالکل
لگی کہنے نہ بہاتا ہے مجھے باغ
بن اسکے موج ہے گل ہے شمشیر
تفنگ اے غنچہ مجھکو مار تو ہی
کہ قید زندگی سے چھوٹ جاؤن
طمانچے مارتی تھی منہ کو ہر آن
گریبان کو بسان شانہ کر چاک
کبھی رکھتی تھی آنکھون گریہ سے تر
سراپا پالوسے وہ سرو قامت

ہر ایک سے پوچھتی تھی ہو کے حیران
مجھے گلزار خوبی کا بتا دے
کدھر ہے کسطرف کو ہے کہان ہے
لبا ہے وہ تیری آنکھون مین آکے
نہین تو آنکھہ پہوٹی جان تجھے العور
تو لیتا سبزہ خوابیدہ کہان ہے
لرزنے یون لگا جون تپ کا بیمار
الم کے داغ نے سینہ جلایا
پہٹا دل باغ سے جون دامن گل
نظر مقتل سا آتا ہے مجھے باغ
کہان ہر شاخ گل ہے خار ہے تیر
اڑا دے جو نشان اکبار تو ہی
مرون گر ہجر مین تو جان پاؤن
کبھی کرتی تھی بالونکو پریشان
کبھی جون تیل سر مین ڈالتی خاک
کبھی جون نہر تڑپی تھی زمین پر
چمن مین تھی قیامت سی دیا ہے

غرض وہ ماہ رو با دیدۂ نم — وہان آہ و فغان کرتی تھی ہر دم
اُسے جب اس پری نے دیکھہ پائی — محبت کی ہوا اسکے سر مین سمائی
دلاسا دے اسے بنگلے مین لاوہ — لگی یون پوچھنے باتین بناوہ
کہ سچ کہہ اے گل باغ محبت — دیا کسنے تجھے یہ داغ محبت
پہنسا کسکی زلف کے سودے مین اے جان — کیا ہے تار تار اپنا گریبان
ہمارا اس کہا سنے تو جو آئی — ہوا اُس گل کی یہان تک تجھکو لائی
وہ بولی اسطرح آنسو بہا کر — جو سچ پوچھو تو لایا ہے مقدر
ہوئی تھی وہ پری جو اسپہ مائل — عزیز اسکو لگی رکھنے وہ جون دل
اٹھاتی بار خاطر اسکا ہر بار — بنی تھی اُس صنم کی وہ پرستار
پہ سوز سرو قامت مین وہ بیدل — گھڑی گھٹتی تھی مثل شمع محفل
بشکل سایہ پڑی رہتی بہر حال — کیا تھا ضعف نے ایکدست پامال
نہ مل سکتی تھی جون نخل نہالی — نہ اٹھہ سکتی تھی جون تصویر قالی
نہ تھا کچھہ کھانے پینے سے سروکار — اگر کھاتی تو کھاتی حیف ناچار
نہ سننا کچھہ کسی کی اور نہ کہنا — سدا بےچین جون کیطرح رہنا
نہ سونے سے کبھی تھا کام اسکو — بجائے خواب تھے آنکھون مین آنسو
تصور مین حضور اسکو تھا اکثر — فسانہ غم کا یون کہتی تھی اکثر
کہ اے بیداد گر بے مہر و بے دید — مبارک تجھکو عاشورہ مجھے عید

کیا ہے سوز غم نے مجھکو بیتاب
اب اس ہستی مین ہون آتش پہ سیماب

جو ہے گرم سفر ہے طائر جان
ہوائی سی کوئی دم کی ہون مہمان

خبر لینا ہے تو جلدی خبر لے
اس آتش پر ذرا پانی چھڑک دے

اگر کی دیر تو نے یار سفاک
تو نبچ جاؤن گی مین جلنے سے کیا خاک

اگر اے سرو قد مین تجھکو پاؤن
ترے پاؤن کو آنکھون سے لگاؤن

کہون احوال غم رو رو کے تجھکو
رلاؤن جون رلایا تو نے مجھکو

یہہ سن پر آرزو اس سے فسانے
کھڑی روتی تھی پاس اسکے سرہانے

پری حالت پر اسکے حیف کھا کر
سدا کرتی تھی چشم و آستین تر

داستان مہر افسر کا تالاب مین ڈوب
کر اس بحر خوبی سے ہم کنار ہونا ماہ پیکر کا
اس سے نکلے ملکر رہنا ہوا نے وطن مین
پری کے ہمراہ طلسمات سے باہر
آنا ماں باپ سے ملنا خوشی کے پیچھے
صبح و شام مثنوی کا اختتام

سرور افزا پلا دے جام ساقی
خوشی سے سوچ لون انجام ساقی

زمانہ کا نظر آتا ہے طور اور
دکھاتا ہے عجب رنگ آخری دور

سدا ہون غرق آب چشم نم مین
مین غوطے کھاتی ہون بحر الم مین

کیا حیرت نے غلبہ اسپہ اکبار
کہ ہے یہ کیسا کیا ہے اسرار

کثر اتھا جس جگہ یہ ہو کے حیران
پریزاد آن پہنچ دشمن ان

ملازم تھے غرض وہ اس پری کے
دل وجان سے تھے دشمن آدمی کے

اسے لینے پرے مین گھیر وہ سب
پری کی بارگہ مین لے گئے جب

تھی اسکے پاس پہنچی ماہ پیکر
تو وہ کہہ اٹھی وہ آیا مہر افسر

ستارہ بخت کا روشن جو پایا
سو چشم منتظر مین نور آیا

ہوئی مانند ذرہ اسپہ قربان
برنگ شمع شعلہ بعد ازان قربان

لگی ملکہ وہ اس منظر سے رونے
لگا وہ بھی تصدق اسپہ ہونے

کہا رو رو کے احوال دل زار
دیا تھا جو ستم دوری نے آزار

بہت رونے وہ بیمار جدائی
پری کو بھی نہایت رقت آئی

کہا جب ماہ پیکر نے پری کو
کہ دیکھا تو نے اب اس آدمی کو

اسی کے واسطے مین تھی دوانی
یہی ہے میرا دلبر میر اجانی

اسی کے واسطے چھوڑا وطن بھی
مکان کو باپ کو مانکو بہن کو

کیا ہے اسکی آنکھون نے دیوانہ
بن اسکے کچھ نہین سوجھے ہے مجھکو

پری بھی دیکھ شکل مہر افسر
دل و جان سے ہوئی مفتون سراسر

کھلا کر نعمتین انکو مزیدار
خوشی کی بزم کی پھر اسنے تیار

دکھایا ایسا انکو ناچ اور رنگ
کہ دونو دیکھکر وان ہوئے دنگ

لگے بجنے خوشی کے شادیانے
جو دل مین شاہ کے ارمان بھر اٹھا
بر آئی انکی مقصد حسب دلخواہ
بر آئین جون مرادین انکی ساری
رہون مین باغ ہستی مین سدا شاد
برنگ گل رہون خندان وطن مین
رہین مشفق میرے سب شاد و خرم
میرے آقا ہین جو نواب والا
سلامت سایہ مین انکے پرورش پاؤن
اگر یہ مثنوی سنکر ہو دل شاد
رکھون ہون چشم یہہ اہل صفا سے
زمانے مین ہو اکثر نکتہ چین ہین
کہان وہ دیکھ سکتے ہین یہہ گلزار
یہ جو منصف مزاج اہل نظر مین
طبیعت ہوگی گر کیسی ہی عالی
کہا سنکر یہہ ہم چشمون نے مجھکو
ہر ایک مضمون ہے پر اعجاز تیرا

امیر امرا لگے سب آنے جانے
کیا ایک دھوم سے پھر بیاہ انکا
ہوا قصہ تمام الحمد للہ
بر آوین دون مرادین سب ہماری
رہے سرسبز میری آل و اولاد
رہون بلبل نمط شادان چمن مین
رہین دشمن سدا وابستہ غم
رکھے انکو سلامت حق تعالا
زمانے کی نہ دیکھون دھوپ اونکی چھاؤن
دعائے خیر سے مشتاق کرین یاد
مبدل ہو خطا عین عطا سے
ہنر پر وہ نظر کرتے نہین ہین
الف ہے عین اعدا مین عیان خار
وہ اس مضمون سے آگہہ خوب تر ہین
نہ ہوگا پر نسیان سے خالی
خدا جیتا رکھے منظور تجھکو
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

مثنوی جگر سوز
من کلام محمد
منظور
HYDERABAD STATE LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نیرنگی عشق ہے عجائب — لاوے ہی ہے ایک وہ غرائب
ہے پھول درخت عشق کا خار — پھل جسکو ملا وہ ہے گرانبار
بیماری ہے بس اسکو زندگانی — ارزاں ہے بہت یہاں گرانی
عاشق کو ہے یون نہال کرنا — جون سبزہ ہے پائمال کرنا
اس باغ سے جو کہ ہین ہوا خواہ — پھرتے ہین سدا وہ نالہ و آہ
ہے شمع کا اس سے گرم بازار — پروانہ سدا ہے آتشی فی النار
یہہ نقل بس اس سخن ہے دال — ہمدرد ہے یہہ عجیب احوال

آغاز قصہ جان سوز و حکایت بزم افروز

پورب کے ضلع مین کہیں سر راہ — پیپل کا تہا ایک درخت اونچا
اس جا پہ مسافر آتے جاتے — آرام سدا تہر کے پاتے

پھر ساری مہاجنوں نے مل کر | تیرت کا دن ایک کیا مقرر
سنکر یہہ نوید دھومی پرشاد | آئی وہاں ہو کے خورم و شاد
اطراف کے راج پوت راجا | آئی بڑی کر و فر سے اُس جا
آ آ کے سبھوں نے خیمے ڈالے | جنگل میں بسے وہ شہر والے
ساروں نے ملا یا مل کے میلا | کوئی تھا اگر و کوئی تھا پیلا
تھالوں نے جھاڑ کر خس و خار | دوکانیں لگا جمایا بازار
بیچے تھا وہاں کوئی مٹھائی | صابونی کوئی کوئی خطائی
کہتا کوئی لو مٹھائی کے ہار | کہتا کوئی لو چنے مزیدار
پتروں پہ ورق جما جما کر | تنبولی یوں بیچتے [illegible]
کہتا کوئی لو سنہرے بیڑے | کہتا کوئی لو روپہرے بیڑے
اک طرف تو بھانڈ ناچتے تھے | ایک سمت گویّے گا رہے تھے
سنتے تھے وہ جب کے راگ گاتے | بیڑ انکی انھوں پہ لوٹ جاتے
فی الجملہ کسی نگر کا راجا | جتترا کے لئے وہاں تھا آیا
شبنم کی طرح وہ صاحب اوج | اُترا تھا وہاں سب اپنی لے فوج
تھا مہر لقا ایک اُسکا فرزند | جتترا میں تھا ساتھ وہ خرد مند
وہ طفل حسین نوجوان تھا | رشک مہ چاردہ سراپا
اُس نور نظر کو لیکے ہمراہ | دیول میں گیا وہ صاحب جاہ

تابع کیا آتش دلبری کو
شیشے مین اتار اُس پری کو

اس کام مین سب نے سحر پایا
تو سحر کے طرح اسے پڑہایا

پردے کی الٹ سلٹ سجہادی
ڈہب انکھ لڑانے کی بتا دی

کہنے لگی وہ کہ کل سویرے
آجاوے محل تلے وہ میرے

ہون بوجو نہین لب کے ملنے کے ساتھ
اُس گل کے دہن سے نکلی یہہ بات

وہ بیک ہوا ہوا وُہان سے
مانند صبا پہرا وُہان سے

وہ منتظر اپنے جان کا خشم
تہا سر سے قدم تلک ہمہ چشم

دیکہہ آنا اُسے مقابل آیا
جون آہ سخن یہہ لب پہ لایا

اب جسم نے میرے جان پائی
تو آیا نہین مراد آئی

مشتاق جو اُس نے اسکو پایا
جلدی سے پیام کہہ سنایا

سنکر یہہ نوید خوش ہوا وہ
وعدے پہ سحر کو اٹھہ چلا وہ

اُس مہر کے زیر برج جا کر
ذرہ کی طرح گرا زمین پر

کہڑکی کے طرف جو آنکہہ اٹھائی
اُس پردہ نشین نے دی دکہائی

بے پردہ جو اُس نے اسکو پایا
دل کہول کے حال دل سنایا

اُس جا بنیہ بر محل جو پائی
جلد اُس نے غزل یہہ پڑہہ سنائی

غزل

مضطرب ہے تو بیقرار ہون مین
تو شعلہ ہے اور شرار ہون مین

راجہ کے کنور نے دیکھہ یہہ طور
قسمت کی برائی کو کیا غور

مایوس جو یک بیک ہوا وہ
برگشتہ نصیب سا پھرا وہ

گریان وہ کو نے پری سے آیا
جنت سے محل مین پھر لایا

رونے سے غرض تھا کام اسکو
دھیان اسکا تھا صبح و شام اسکو

اس کا تو یہہ حال تھا پہ اُس جا
مجرم پہ ہوا تھا حشر برپا

کہتی تھی نہ اب ملونگی ہر چند
لیکن در تو یہہ تھا وہان بند

تھی دل مین جو باپ کے گرانی
پہنچایا جڑون کو اسکے پانی

خوش قد کو کیا تھا پابزنجیر
تھی سرو کی آب جو قدم گیر

اس بھید سے مان ہوئی جب آگاہ
کہنے لگی اسکو واہ واہ واہ

حیرت ہے صبا کو پھڑتیون پر
رکھی ہین تو نے آڑتیون پر

غفلت کی ہین چدر اڑھائی
دیوار سی دیدون پر اٹھائی

پردے مین یہہ تو نے کیا کیا چھید
سوچی نہ کہ کھل ہے جائیگا بھید

اس ہوش سنبز خط پہ من ہے
مین سمجھی ہری کی تو ہرن ہے

راجا کا کنور اُسے جو پایا
رانی بیٹے کو دل لگایا ؛ ؛

تجھکو نہین کچھہ دہرم کا وسواس
ماں باپ کا نات ذات کا پاس

جوگن کو سمجھہ لیا کہ گن ہے
سوچی نہ یہہ پاپ ہے نہ پن ہے

تو اپنے دہرم سے ٹل گئی ہے
ہرمان کی سون تل گئی ہے

غزل

[illegible]

آنکھین کھلی رہ گئین پس مرگ
منظور یہ انتظار افسوس

آغاز کا دیکھا جب نہ انجام ٭ یحیین ہست ہوا وہ ناکام ٭

دھیان اسکا نظر مین ہیچ رکھکر ٭ کہنے لگا اس طرح وہ مضطر

موت آئی یہ تو نہ آئی صد حیف ٭ تا مرگ رہی جدائی صد حیف

خنجر جو پلکھ سا اسکی پایا ٭ پیارا اسکو کیا گلے لگایا ٭

بتلایا یہہ اپنا اسنے جوہر ٭ جب بس نچلا چلایا خنجر

جانا نہین بھرا رہا جو تھا دل ٭ جی تن سے جدا ہوا بہ مشکل

من کی رہے ماسنے من مین ارمان ٭ نکلی نہ ہوس نکل گئی جان

جب تن سے جدا ہوا سر اسکا ٭ ماتم سرا بنا گھر اسکا

بالین پہ سب اس جوان کے آکر ٭ راجہ رانی رفیق چاکر

رونے لگے لوہو دل جلایا ٭ ہولی تھی سبھون نے رنگ اڑایا

جب لے چلے اس کو باتجمل ٭ جون مردہ فغان کا ایک اٹھا غل

گھر پر ہوا اسکے جب گذارا ٭ سن شور و فغان وہ ماہ پارا

بیتاب ہو بولی یہہ کیا شور ٭ زخمون پہ میرے نمک پڑا زور

اس شور سے بیقرار ہے دل ٭ اس کھٹکے سے خار خار تھے دل

کھڑکی مین وہ قیدی اٹھ کے آئی ٭ زنجیر و فات کو ہلائی

جلتے پہ منون سے تیل والا
تسپر بھی ہوا نہ کچھہ اجالا

اس نار کو پھر ندی کنارے
تاری لگے دینے آگ سارے

اعجاز یہہ عشق نے بتایا
جسم اس کا بھی کچھہ نہ جلنے پایا

نیرنگی عشق سے ہو بھڑکا لاگ
گلزار خلیل بن گئی آگ

تھے عشق کے سوز سے جو آگاہ
کہنے لگے وہ کہ واہ وا واہ

ہے گرمی عشق تیری کیا بات
ان دو نونکو تو جلا کیگی سات

آخر کو سبھون نے ہو کے ناچار
دو نونکو لگے ملانے ایکبار

حسرت سے تب انکھین کھول کر وہ
کرنے لگے تب وہ [illegible]

اسنے اسے دیکھا اسنے اسکو
پھر سونگہ کے انکھین وہ رہے سو

قدرت جو یہہ عشق نے دکھائی
جون آئینہ سبکو حیرت آئی

یون گرم بغل وہ گل ہوئے جب
وہ گلشن عطر لگ اٹھی تب

اسطرح دہ دونون جل گئے جو
تو چھوڑ گئے جہان مین خوشبو

منظور نہ اب بشر کہانی
آنکھون سے سب کے روان ہے پانی

اب طبع روان کو روک لے تو
ست بات کو غم کی طول دے تو

در مدح جناب معلی القاب
نواب میر جعفر علی خان صاحب
بہادر دام شوکتہ

ناقدر ہین وہ تو قدردان ہے | مخفیہ نہین بات یہہ عیان ہے
رکھتا ہے یہہ امید امید | اس ذرہ پہ ہووے مہر خورشید
ہے دل خاک رہون دور | گر جائیے زمین پہ سایۂ نور
ہے شعر و سخن کی جو تجھے قدر | یہہ مثنوی کہہ کے کی تجھے نذر
قسمت سے لگی یہہ تجھہ تک آئے | ضایع یہہ مسودا نہو جائے
اللہ سدا تجھے رکھے شاد | خندان رہے تیری آل و اولاد
خورم رہین رشتہ دار تیرے | رفقا تیری اہل کار تیرے
سرسبز یہہ سب رہین مہ و سال | اور خس کی طرح عدو ہون پامال
رہوین جعفر علی سے یاور | حضرت علی اور امام جعفر

در شان مخدوم جناب عالی مراتب
میان علی صاحب خلف الرشید
زبدت العلماء و قدوت الفقہاء
حضرت مولانا و استادنا
معلم ابراھیم صاحب دام
مجدہم

مشفق میرے ایک میان علی ہین | ہم دونون محبت یکدلی ہین
ہین وہ گل گلشن معانی | ہین بلبل باغ نکتہ دانی

یک مشفق من میان محمد شہ / شیرین بودش کلام بیحد

منظوم نمود مثنوی خوب / چون سلک گہر تمام مرغوب

در باغ سخن بسان بلبل / مانند سخنش بعطر چون گل

چون مثنویش ہمہ شنیدم / در گوش مثال در کشیدم

از پیر خرد چو سال جستم / دل سوز ازو مثال جستم

برگفت کہ آتش است پیدا / این شعلۂ عشق شد ہویدا

سنہ ۱۲۹۹

غزل

یاوری سے بخت کی بیٹھے کیا اوس مہ کو زیر
زور تابندہ میرے طالع کا اختر ہو گیا

لاغر ایسا ہوں کہ ہوں تخت ہوا پر روز و شب
اے پری رو میں سلیمان کے برابر ہو گیا

بعد مردن اوسکے لبوں نے قتل کر ڈالا مجھے
آب حیوان میرے حق میں آب خنجر ہو گیا

نکہت انگیں ہے مگر خوشبوئے جسم یار سے
سوتیا کا زیور اب سونی کا زیور ہو گیا

رات بھر سویا جو میں منظور اوس گل سے لپٹ
صبح میرا جامۂ تن سب معطر ہو گیا

دشمنوں کو زلیں ہنسکے ہنسا
وہ ستمگر مجھے رلا کے ہنسا

آج میں کیا خوشی سے پھول گیا
مجھ سے وہ گل جو کھل کھلا کے ہنسا

دشت کو ڈالا جو اوسکے پاؤں نے ہات
میری مقصد کو دل میں پا کے ہنسا

عوض گریہ وہ بت بے رحم
نعش پر میری خوب آ کے ہنسا

بعد گدی کی دم غضب تو وہ مہر
میرے جانب سے منہ پھیر کے ہنسا

گل کا خون جگر ہوا پانی
باغ میں وہ جو پان کھا کے ہنسا

تیری دوری میں رو دی منظور
پاس اسکو ذرا بلا کے ہنسا

غزل

ہے جا وہ بری ہمنے بزرگوں سے سنا تھا
اس چاہ مصیبت میں نہ گرنا ہی بھلا تھا

انگشت نما کیوں نہ مہ نو ہو کہ اوسنے
دعوا میرے خورشید کے ناخن سے کیا تھا

غزل

حسینوں کا نہ لکھو وصف کیونکر اپنے دیوان میں
کہ خود تعریف کرتا ہے خدا یوسف کی قرآن میں

عجب دیوانہ پن ہے سنگ کھانے کی تمنا ہے
جنون کیا ہے بھلا ہے شور وحشت سنگ طفلان میں

نہ کیونکر ہو تنفر صاف خط کی آمد آمد کا
خط اس گلزار خوبی نے لکھا ہے خط ریحان میں

یہی کہتی ہے عبرت ہر نہ اتنا زندگانی پر
میں جس دم فاتحہ کو جاؤں ہوں گور غریبان میں

نہ کیوں کاشانۂ غم ہو میرا تاریک اے پیارے
بھسا رہتا ہے دلبر تیری زلف پریشان میں

جلایا یار کی برق نگہ نے خرمن دل کو
بھری ہے کیا شرارت دیکھنا اس چشم فتان میں

حباب آسا یہ چرخ پیر ہے سیل گریہ میں
غضب رونے کی قدرت ہے ہماری چشم گریان میں

نہیں دم بھر ہمیں رونے سے فرصت وحشت و تین
اسکا نشے نکلے میں سیلاب ہو جون برق باران میں

لڑکپن ہی میں تھی سودا عشق کا منظور تھا سر میں
کہ حرف لام کو میں زلف سمجھا تھا دبستان میں

غزل

گر مجھے تجھ سے وفادار سے کچھ کام نہیں
تو مجھے تجھ سے جفاکار سے کچھ کام نہیں

پیچ دستار ہے کافی مجھے پھانسی کے لیے
اب تیری زلف دھوان دار سے کچھ کام نہیں

داغ دل ہے سیہ خانہ ہمارا روشن
ہجر میں شمع شرربار سے کچھ کام نہیں

ہوں میں سیہ رو مجھے نامۂ اعمال کی فکر
نامہ بر نامۂ دلدار سے کچھ کام نہیں

مست ہوں ساقیے کو تیری محبت میں مدام
ساغر بادۂ خمار سے کچھ کام نہیں

دور صحبت سے ہر کار ہے حافظ ہے خدا
دور گردون جفاکار سے کچھ کام نہیں

کیا کرون منظور اس پردہ نشین کو سرمہ سان
تنگ مردم سے ان آنکھون مین چھپا سکتا نہین

غزل

جنون مین ہم سر زلف نگار رکھتے ہین
سو جیب اپنی سدا تار تار رکھتے ہین

کہا کسی سے نہ ہمراہ جو زلف بتان
ہر ایک شانہ زبان گو ہزار رکھتے ہین

بجان آئینہ رویون کی سادگی پہ دلا
یہہ باصفا وہ ہین پنہان غبار رکھتے ہین

ہے چشم تر مین تصور تمھارے دندان کا
صدف مین دیکھو در آبدار رکھتے ہین

علو مرتبہ ناتوان عشق نہ پوچھ
قدم فلک پہ تیرے خاکسار رکھتے ہین

قصور کیا ہے ہمارا جو اندنون سرکار
لڑائی ہم سے رقیبون سے پیار رکھتے ہین

یہان ہے تیغ کی منظور ابرو یا فقط
جسے وہ چاہین لگا کر ... مار رکھتے ہین

غزل

کسدن اوس مہر نے چھاتی سے لگایا مجھکو
ہائے دشمن نے عبث چرخ چڑھایا مجھکو

زلف اوس ماہ کی شب دست عدو مین دیکھی
خواب کیا یہہ پریشان نظر آیا مجھکو

ذکر یہہ خواب کا کرتا ہے کہ بیداری کا
تو نے کہہ کون سے شب ساتھ سلایا مجھکو

نقش پا سا نہ زمین سے اب اٹھ سکتا ہون
خاک مین گردش گردون نے ملایا مجھکو

کہتے ہو خواب مین اب ہوگی ملاقات نصیب
خوب ہی آپ نے یہہ مژدہ سنایا مجھکو

نے یوسف کی دیکھ لی تصویر	اس شکل تھی بس وہ ہو بہو تیری

تیرا رونا ہنسی ہے اس گل کی

دیکھی منظور آبرو تیری

غزل

کیون گلشن مین گل کھلا ہے	رشک سے گل نے منہ پھلایا ہے
ناک ہر دم چڑھاتے ہو کس نے	عطر فتنہ تمہین سنگھایا ہے
ہولی کھیلے ہے غیر سے وہ وہان	غم نے یہان رنگ رو اڑایا ہے
کب سنا اوسنے میرا افسانہ	تجھکو ہم چشم خواب آیا ہے
ہے دماغ آسمان ہفتم پر	کس طرح تم نے سر اٹھایا ہے
حرف رکھتے ہو شعر پر میرے	کس نے آلا تمہین پڑھایا ہے
زندگی سے ہے سیر سینہ تیری	تیغ ابرو کا زخم کھایا ہے
کوئی پیغام بر نہ آتا ہے [illegible]	جذب دل اوسکو کھینچ لایا ہے

تیرے پیچھے پڑے نہ کیون منظور

تو ہے خورشید اور وہ سایا ہے

غزل

ہوے اشک گل جیون اشک گھر سے	وطن مین ہم نہ پھر آئے سفر سے
شب غم بیخودی ہے دشت گھر گور	نہین مرغ سحر کم نوحہ گر سے

چرخ نے ہی کے خم ادب سے کہا
سال تاریخ ہے چراغ امید

تاریخ وفات عمدۃ التجار جناب ناخدا محمد علی صاحب مرحوم

جون بوی گل عدم کا وہ راہی جب ہوا — اس شہر بمبئی کا ہر ایک کو ہے داغ داغ
ہنگام مرگ تھا رخ انور عرق عرق — لبریز تھا گل اب سے بلور کا ایاغ
جب زیر خاک جاوے محمد علی سا شخص — کیون ہو نہ جون غبار پریشان میرا دماغ
یارب بہشت مین وہ چلا جاے بےحساب — روز جزا حساب کی پرسش سے ہو فراغ
اہل عزا کی آہین فلک تک پہنچ گئین — اختر نہین ہین سینہ گردون پہ ہے داغ داغ

تاریخ سوز غم مین یہ منظور نے کہی
کاشانۂ سخا کا غرض گل ہوا چراغ

تاریخ کتاب باغ اولیا من تالیف جناب سیادت مآب میر غازی صاحب مرحوم نور اللہ مضجعہ

جو ہین یہان میر غازی نام آور — ہین اولاد علی آل پیمبر
نہین وہ بھولتے ہین خوف عقبیٰ — خدا کی یاد مین رہتے ہین اکثر
کتاب ایک آپنے تصنیف کی ہے — بزرگون کا ہے ذکر اسمین سراسر

پشت پہ جسوقت کہ پاس سے تم ہٹ جاؤ	آگے جسوقت بلاؤ تو تم آ کے آؤ
گود مین اپنی شفقت سے اُسے بٹھلاؤ	ہووی آزردہ تو ہر طرح اسے سمجھاؤ

اپنی آنکھوں کو یہہ مہ پارہ کرے بیح ترتیب
مثل سیماب سیرا ہووے جی دل مضطرب

کتب معتبرہ مین ہے یہہ احوال لکھا	جب چلے جنگ اُحد کو وہ سر چرخ علا
جون فلک شہر کے باہر کیا خیمہ برپا	جمع انصار و اصحاب ہوئے سب اکٹھا

جبکہ گلزار رسالت کی سواری نکلی
بولے سب باغ مین یہہ باد بہاری نکلی

الغرض لشکر اسلام کو لیکر ہمراہ	ہوئی اس جا سے روان آپ تھے جو
گرد تھے سارے شجاعان عرب محبین شاہ	منزلین کرنے لگے قطع سب اور راہ

جلوہ افگن ہوا ہر ایک سوار لشکر
بن گیا چادر مہتاب غبار لشکر

غرق آہن مین رفیقان پیمبر سب تھے	صف شکن فوج ظفر موج مین یکسر سب تھے
اہل جرات تھے وہ سب اور دلاور سب تھے	ایک رستم بحر شجاعت کے شناور سب تھے

بے بہا دُر تھا وہ ہر ایک دلاور واللہ
تر زبان شکر سے کرتے تھے اُنھین دیکھ کے شاہ

جبکہ تری منزل مقصود کو وہ جا پہنچے	حشمت و جاہ سے جب وان شہ والا پہنچے

[illegible]

اسکے باتوں کی صفائی کی ہو کس سے تقریر | اونکے اوصاف میں ہے لال زبان شمشیر

بارک اللہ لگے کہنے پیمبر ہو شاد | آفریں کہتا تھا ہر ایک دلاور ہو شاد
مرحبا کہنے لگا انکو ہر اک ہو شاد | یہ سخن لائے سبھی اپنی زبان پر ہو شاد

دل بہت خوش ہوا اس وقت ہمارا حضرت
چوم لیں آؤ تو ہم ہات تمھارا حضرت

سن رہے تھے وہ رسول دوسرا کی تقریر | اتنے میں لے کے وحشی نے لگائی شمشیر
خوش ہو اکر کے شہید انکو وہ پر تقصیر | دیکھ یہ واقعہ حضرت ہوئے بیحد دلگیر

اشک خون چشم مبارک سے چلے جاتے تھے
دیکھ یہ رنگ رفیق انکو سمجھاتے تھے

پھر تو سطرح چمکنے لگی شمشیر سنان | ہوا دندان مبارک جو شہید الکاو [illegible]
اہل ایمان کرے کفار و نپہ تب حملہ کنان | ہو گئے سید مونپہ غالب و بفضل یزدان

ہوئے تائید الٰہی سے پیمبر غالب
فوج بیدین پہ ہوا دین کا لشکر غالب

غلبہ اسلام کا دیکھا تو عدو گھبرا اٹھے | جنگ موقوف کیا صلح کے خاطر آئے
آکے قدمونپہ پیمبر کے وہ ایمان لائے | خمس کے درہم دینار انھیں دلوائے

قاتل ہمزہ وہ وحشی بھی مسلمان ہوا

[illegible]

تخلص بیدل دارد
گیا در زبان سنسکرت
کوئی بیٹھو جا اٹاری پر او جھل میں
ڈھونڈ تے ہوں جا کو بن بن میں
وا دن بین بست ہی من میں
چندر ما سی یاد ل میں
کوئی بیٹھو جا اٹاری پر او جھل میں
کون کرتی ہے کشنا یا میں
بچھڑ گئے کر سدہ لیت ہی نہیں
رادھا جی ہوں بیاکل میں
کوئی بیٹھو جا اٹاری پر او جھل میں
دیس کیا پر دیس میں گاؤں میں
باولا بہکا است بنا دین

کبھی آزردہ نہ کرتے تھے جسے شاہ امم
ایک قلم دلسے بھلایا اُس رسول اکرم

وا دریغا کیا شامیون نے اُسپہ ستم
سر کیا دین کے سردار کا خنجر سے قلم

اُس گل باغ امامت سے جو وہ باغی تھے
دل سیہ کار ونکے لالہ کیطرح داغی تھے

شہ کے لاشہ پہ پیمبر و حسن روتے تھے
فاطمہ پیٹتی تھی شاہ زمن روتے تھے

دشت مین دیکھ کے بے گور و کفن روتے تھے
لہو تلوار کے جوہر کے چمن روتے تھے

ابر شمشیر سے سیراب تھا گلزار نبی
سینہ چون ناب مین غرقاب تھا دلدار نبی

کر چکے قتل جب اُس سرور دین کو اعدا
الغرض ہو گیا ایک تہلکہ اُسدم برپا

آتش افروزی بھی کی خیمہ کو دی آگ لگا
تھا کہین شور بکا اور کہین واویلا

بالیان بالی سکینہ کی جب آئے لینے
وہ لگی سبط پیمبر کی دہائی دینے

بولی اے ظالمو تم دست تعدی نہ بڑھاؤ
در مین درکار تو تم دور سے مانگو لیجاؤ

مین لٹتی جاتی ہون لیکن مجھے سر ننگا نہ کرو
مجھ سی معصوم کو مت تیغ برہنہ سے ڈراؤ

فاطمہ زہرا کی پوتی ہون نہ بیداد کرو
چادرین دو میری ماں بہنو کی امداد کرو

ظلم کیون تمنے کیا ہمپہ گوارا ناحق
لے گئے لوٹ کے اسباب ہمارا ناحق

غرق خون مین ہوا کنبہ میرا سارا ناحق — حق تو یہ ہے کہ میرے بابکو مارا ناحق

غم نہ کھایا گیا احمد کے نواسے کو شہید
کیا کس جرم پہ دو روز کے پیاسے کو شہید

علی اصغر پہ بھی کچھ رحم نہ کھایا تمنے — علی اکبر کو بھی گھوڑے سے گرایا تمنے
سر میرے بابکا نیزہ پہ چڑھایا تمنے — گھر میرا لٹیہ گیا سر جو اُٹھایا تمنے

تیغ سے قاسم ذی شان کو مارا تمنے
میرے عباس چچا جانکو مارا تمنے

اب بیمار کوئی والی نہین سجاد سوا — وہ بھی بیمار پریشان گرفتار بلا
طوق زنجیر نہ پہنا ؤ اُسے بہر خدا — وہ برا کچھ تمھین کہتا نہین سوچو تو بھلا

دل ہے مشتاق وطن اب ہمین گھر جانے دو
ناشن شیہ کی سجاد کو دفنانے دو

یاد آتی ہے مجھے فاطمہ صغرا ہر دم — گھر مین بیمار اسے چھوڑ کے آئے مین ہم
اُسنے خط بھیجا تھا بابا یہ کر اسطرح رقم — تم نے کیون یاد بھلائی ہے میری ایک قلم

شکوہ کاتب تقدیر بجا ہے واللہ
داغ فرقت میری قسمت مین لکھا ہے واللہ

تم سفر سے یہان جب آؤ گے ہو کر خوشحال — آؤ نگی باغ فدک تک مین پئے استقبال
ہونگی مسرور نہایت دیکھ کے حضرت کا جمال — ہونگی راحت فرحت بدل رنج و ملال

کر کے تسلیم بڑے بھائی علی اکبر کو
خوب چھاتی سے لگاؤنگی علی اصغر کو

میرے عباس چچا سے میں لپٹ جاؤنگی
بھائی قاسم کو بلا کر میرے گھر لاؤنگی
گود میں بالی سکینہ کو میں بٹھلاؤنگی
ہونگی خوش لڑکوں کو مسلم کے میں جب پاؤنگی

جان تب پاؤنگی جب آئینگے میرے بھائی
یاد آتے ہیں بہت مجھکو میرے بھائی

ہوگا عابد جو یہاں سایہ فگن جوں شمشاد
باغ باغ اسگھڑی ہو جاؤنگی دل ہوگا شاد
رنج و حرمان و الم ہونگی سب ایکدم برباد
ہوگا ماں بہنوں کے رہنے سے یہ خانہ ویران آباد

پاؤنگی جیسے پھندے سے میں تب آزادی
آئیگی عالم بالا سے مبارکبادی

الغرض رو کے سکینہ نے بہت کی تقریر
خط صغرا کا سب احوال کہا ہو دلگیر
تب بھی ظلم سے باز آئے نہ ہرگز بے پیر
پاؤں میں عابد بیمار کے پہنا زنجیر

حرم شاہ کو اونٹوں پہ کرا کس آن سوار
بولے سجاد سے بے رحم کہ لے ناں مہار

کربلا سے ہوا جب قافلہ جوں اشک رواں
بیگمیں اونٹوں پہ تھیں با سر عریاں گریاں
شور فریاد سے خلقت نہ بالا تھی وہاں
اب یہ منظور کی خواہش ہے خداوند جہاں
سبکا منظور نظر ہو یہ فدائے شبیر
جا نشیں سب میری برآئیں برائے شبیر

HYDERABAD STATE LIBRARY
گلدستہ
نشاط و سرور از تصانیف
محمد منظور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلدستہ حمد باری مایۂ نشاط سرور ہے بلبل دلکو بھی نغمہ سرائی منظور ہے جو اسکی تسبیح نماز پنجگانہ ہے دولت ایمان اسکی شہنشاہ حقیقی کا نذرانہ ہے صفت اسکی

تبارک الذی بیدہ الملک وهو علی کل شیٔ قدیر ہے ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح اسکی

جہان آرائی کی روشن نظیر ہے اگرچہ فرشتے اسکے دربار کے ملازم اور نگہبان ہیں ولیکن خلعت ولقد کرمنا بنی آدم سے مشرف انسان ہیں شکر کرنے کی جا ہے ہمیں کیا خوب رتبا بخشا ہے اسکے کرم بخشی سے شرمسار ہیں وہ غفور الرحیم ہے ہم گنہگار ہیں سنی الحقیقت بقول جناب شریعت پناہ ضمیر آگاہ عالی

گم گشتگان راہ ضلالت اسکندر آئینہ معجز نمائے باعث جہان آرائے
صاحب عروج سبحان الذی اسری واقف اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی
مآب منبع العلم والحلم والحکم صاحب المقام وزمزم جناب رسالت مآب محمد
مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم رب العزت ظہور پایا پایا جاہ اور
فقلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم خلعت نوری وآتشی نے کالبد خاکی کے آگے
سر جھکایا سبحان اللہ کیسا ذی شان پیغمبر جلیل القدر عالیجاہ غیرت مہر و ماہ ہمین
اسنے عطا فرمایا ۔

اگر ہر بن مو ہو میری زبان ۔۔ نہ ہو مہربانی کا اسکے بیان
نعت گل گلزار رسالت لکھنے کا سامان ہے دوات عطردان ہے صفحہ مہک رہا
ہے صریر قلم سے صدا صلی علی ہے مرحبا سید مکی مدنی العربی

مدح نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

وصف کس شمع تجلی کا رقم کرتا ہون
چشمۂ مہر مین تر اپنا قلم کرتا ہون

سورۂ نور جوان پانو پہ دم کرتا ہون
نسخۂ عصیان کی سیاہی کو مین کم کرتا ہون

نعت مین خامہ شاخ شجر طور ہے آج
مطلع صبح میرا مطلع پر نور ہے آج

دور رکھے قوله تعالیٰ محمّد الرسول اللّٰہ والذین آمنوا معه اشداء علی الکفار
رحماء بینہم اور جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انّ اصحابی
کالنجوم فرمائی ہین سچ ہے بقول آشفتہ نہی کو خاطر اصحاب
کیون نہ ہو منظور * کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یارون سے
ہزارون درود اور ہزارون سلام ہو جیو اسکی آل و اصحاب
پر خصوصاً ائمۂ اطہار و اصحاب کبار پر اللّٰہم صلی علی سیدنا
محمد و آلہ و صحبہ وسلم
اب یہہ یاوہ گو کمترین مقدور محمد منظور
اپنا احوال پر ملال یون بیان کرتا ہے کہ وطن میرے بزرگون کا
عربستان ہی تھا پہنچے وہان سے آکر سورت مین سکونت اختیار
کی تھی اس عاصی کے والد ماجد غفران پناہ شیخ عبد السمیع
ہمیشہ ہزارونکا جو کھون علی الخصوص اس فدوی کے ماموں
صاحب شیخ علی بلدرم کی ہزارہا روپیہ کی جنس تجارت
اپنے ہمراہ لیکے تری کی راہ سے جہاز پر سوار ہو کر کبھی جا وے
جدے کبھی بنگالے کبھی بصرے کبھی شہر بندر مسقط آچھی
سیلان صیام وغیرہ کئی جزیرون مین جاتے تھے * ہر ایک
جزیرہ مین خرید و فروخت کرکے پھر اس شہر مین آتے تھے

زبانپہ لاکے طرف شہر برودہکے گذارا کیا اوستاد حون
سیداسقدر ہو یارو لگا ڈنک ہی تجکو گردش افلاک
حون بگولا رہی مجھے گردش ہائے اسی دستی پہ پڑیو خاک
موصی اب مارین آشنا سمجھو ہم کناری لگی جو تھے خاشاک
ایک مدت وہان رہنے کا اتفاق ہوا قصۂ مختصر جب انھون
نے وخاست پائی ہم پر مصیبت آئی بعد تجہیز وتکفین کے
شیخ علی صاحب مذکور پر خط لکھکر سورت بھجوایا انھون
نے اپنے فرزند ارجمند یعنی مشفق مہربان بھائی عبد اللہ
وعبد الرحمن کو برودہ بھیج کر مجھے بلوا لئے من اونکے ہمراہ
سورت آیا بعد کیئے روز تلے اپنے بزرگون کا قدیم مکان
جو حال سیدوارہ مین جناب فضیلت مآب قدوۃ
الواصلین وزبدۃ العارفین شمس الشموس سیدنا ومولانا
علی ابن عبد اللہ العیدروس کی مسجد اور درگاہ کے
عنقریب واقع ہی جاکر دیکھا تو اسکو اپنی خاطر پریشان
کیطرح شکستہ پایا دریچے اور دروازونپر نگاہ جو کی
تو ایک دردمند ابر ہزار درکھلے کا نقشہ نظر آیا غرض اسکو
اپنے حوصلے موافق تعمیر کرکے وہان جارہا جناب سیادت

سے انتہی کم اصلون سے نفرت اور ظریفون سے صحبت
رکھنا لا اعلم بیت ہمنشینے تو از تو بہ باید
تا ترا عقل و دین بیفزاید بقول حضرت امام محمد
شافعی رحمۃ اللہ علیہ ثلاث اذا اکرمتھم اھانوک واذا
اھنتھم اکرموک المرأت و الخادم و النبطی
نصیحتین سنکر بحکم سخن شنیدن بیخ دولت مینے آمنّا کہا
اس سے پہلے میں بروده مین جناب سیادت مآب
بترا میان صاحب مرحوم احمد آبادی سے دو
چار کتابین دیکھین تھین سید میرن صاحب مذکور
کی تاکید سے پھر یہان جناب سیادت و شرافت د
دستگاہ
دبیر بے نظیر عالی مراتب حضرت سید عبد اللہ صاحب
خلف الرشید نور اللہ صاحب مرحوم سے کچھہ تھوڑا بہت
علم حاصل کیا پھر تو بندہ ایکدم حرج اخراجات مین گرفتار
فکر معیشت مین نحیف و نزار ہو گیا مؤلف ناتوان
از فکر بیش و کم شده ام سید
سر در ہم مبتلا درہم ام
جناب مشیخت مآب سجادہ نشین گجا زمانه دار اہل الخیر شیخ احمد بزرگ
صاحب کے مشورے کے موافق بمبئی جا کر کچھہ تحفہ تحائف

سیادت مآب خلاصۂ خاندان مصطفوی چراغ دود
مان مرتضوی فضیلت و شرافت دستگاہ حضرت میر
صاحب ابن سید عزیز اللہ صاحب و جناب سیادت و شرافت
دستگاہ عالی مراتب حضرت سید محمد صاحب ابن سید
نور اللہ صاحب و جناب معلم بے بدل و عالم باعمل مقبول بارگاہ
رب ودود حضرت معلم میان محمود صاحب کے مہربانی
اور سعی سے اس مجمعۂ شرفا و غنچۂ رفقا مین شامل ہوا
اگر یہہ سب صاحبلوگون کا نام بنام احوال اور اوصاف
لکھون تو یہہ کتاب تمام نہووے دشت غربت مین
جسوقت برداشتہ خاطر کو جہلسیا دآتا ہے تو جی
بیٹھا جاتا ہے غرض سب کے سب علم و شرافت کی
دولت سے مالامال ہے لطیفہ گو نیک خو صاحب کمال
ہین علی الخصوص جناب فضیلت مآب یگانۂ روزگار حسن فصاحت
و بلاغت شعار آفتاب سپہر روشن بیانی دا نوری
ثانی جامع الکمالات سردفتر شعراء ملک گجرات
فی الحقیقت شعر آب کھرا ہی شہرۂ سپہر سخنوری
سارا ملک یہہ نخفی مولی کے بعد خالی سرزمین گجرات کی

یعنی بیان سمجھو صاحب کا شعر لکھنے میں آتا ہے اس جاے واسطے
نشانی کے لفظ استاد رقم کیا جاتا ہے کیونکہ بندہ بھی انہین کا کمترین
کمتر شاگرد ہے مگر ہزار افسوس کہ ایسے استاد سے دور ہوں
قضاو قدر سے مجبور ہوں مگر اس حسرت پر بھی شاد رہتا ہوں
باعث اسکا یہ ہے جو کہ میں کہتا ہوں یعنی استاد موصوف
جناب معلی القاب خورشید رکاب حاتم زمان رستم دوران
قدردان سخندان نجم الدولہ ممتاز الملک نواب حسین یار خان
دلاور جنگ بہادر دام اقبالہ کی سرکار دولتمدار میں منشی گری کی خدمت
سے سرافراز ہیں اس لئے انہوں نے وہاں سکونت اختیار کی ہے
سال میں ایکبار سورت آتے ہیں سب سے ہل ملکر چلے جاتے
ہیں سنہ ۱۲ بارہ سو چھ سٹھہ میں سردار نامدار بلند اقتدار بحر شجاعت کے
بے بہا در والئے رام نگر سورج بنسی مہاراجہ راجہ ونجے دیو بہادر دام صولتہ
نے اس خاکسار سراپا انکسار کو وہاں کسی کام کے لئے بھیجا تھا سو
بندہ نے بچشم خود ملاحظہ کیا بہت اچھا عہدہ انکے سپرد ہے سب کے
سب اشرفا انکی توقیر کرتے ہیں غربا انکی اطاعت کا دم بھرتے
ہیں جناب باری اس صاحب کمال شیرین مقال کو اس
گلشن ہستی میں ہمیشہ برنگ گل خورم و خندان رکھے اور انکے

مجھے بلا کر دلاسا دیا نوکر رکھہ لیا بمرتبہ شفقت فرماتے تھے عربی
حساب میرے بات لکھواتے تھے ازبسکہ وہ دوتین جہاز
مالک تھے چنانچہ ایک جہاز بنام فلک السعادہ تاحال انکے فرزند
ارجمند زبدۃ السادہ صاحب فلک السعادہ فضیلت دستگاہ
جناب سید عبد اللہ صاحب کے قبضے مین ہے غرض ایک مدت
تک مین انکے وہان بہت خوش وخورم رہا بعد ازان کچھہ کام تھا
اس لئے مین انسے رضا لیکے بروده گیا بہت دنون بعد جب
وہان سے پھر آیا تو جناب ناخدا مرحوم کو مرض الموت مین مبتلا پایا
کئی روز بعد وہ بہشت نصیب ہوئے الغرض اسیطرح مین کئی مدت
تک بے روزگار رہا بعد ازان قسمت نے یاوری کی اور طالع نے
رہبری یعنی اس ہیچمدان نے ایک عرضی زبان فارسی مین
اس مضمون کی لکھہ کر جناب نواب نامدار کی خدمت فیض درجت
مین گذرانی مضمون عرضی فریدون فرکیخسرو منظر
مہر سپہر بختیاری صدر آرائی بزم کامگاری قدوۃ الامراء ذوالاقتدار
درۃ التاج الوقار دستگیر درماندگان حاتم زمان رستم دوران
جمہور الانام نور عین سید المرسلین علیہ الصلوات التحیۃ والسلام
فلک بارگاہ خورشید اشتباہ جناب مستطاب ظفر انتساب

ہو وسے زنجم ؛ می زوند سے کافران در جنت الماوا قدم ؛ ہر ایک
متنفس اس غرقاب بحر تفکر کے تقارب سے دور رہتا ہے
بیدردونکی محفل مین میری ملاقات سے کنارا کرنے کا مذکور رہتا ہے

بقول خواجہ میر محمد درد
ہمنشین درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو
نہ کہین عیش تمہارا بھی منغص ہووے

بے شبہ احوال اس دل شکستہ کا مانند بحر شکستہ کے سست ہے ؛ وحواس خمسہ منتشر ہین برجستہ ہردم یہہ چرخ بے مہر میرے قد لاغر کے مصرع کو تقطیع برابر کرتا ہے اور طالع شوریدہ بجام ہم زخم جگر مین نمک بندی کی فقرہ بات ہے جنانچہ نقش پائی ہستی کے حرف افتادہ سے صورت دیوار کی صورت حیران ہون دائرہ قصر مراد تک رسائی نہین ہوتی پرکار کیطرح سرگردان ہون

ناسخ

ہجر دیوان اسقدر ہے مجھے اپنی خبر نہین
مثل حباب گھر ہے مجھ میرا تو در نہین
ای صدر نشین بزم حکومت

میرے جگر سوزی کی مثنوی مانند بحر طویل کے طویل ہے اور لیل و نہار کی رواروی مین فرصت قلیل ہے چشم امید ہے کہ ہر مدن کے دفتر مین آپکی عین توجہ کی صاد سے چہرہ اس بحال کا بحال ہووے دام تفکر سے یہہ پریشان احوال فارغ البال ہووے

مصرع

تا ماچہ عجب گر بنوازند گدارا نہ زیادہ آفتاب عمرو

مقرر کیون نہ رہیو تو ہمیشہ چار یار وہین		تیرا اب اور ابابکر و عمر و عثمان و حیدر ہے
ہوئی ہے دولت بیدار یہہ منظور کو حاصل		زہے طالع رسائی تا در دولت میسر ہے
تو پارس ہے تو مین آہن مین ذرہ مہر تابان		مین ہون محتاج تیرا اور تو حاتم سے برتر ہے
رہین یاور تیرے حضرت علی اور جعفر صادق		بھلا دن وہ نہ دیکھے جو تیرا دشمن بد اختر ہے

نور ہووے جلوہ افزا جب تلک اس باغ ہستی مین
بہا مین جب تلک باقی یہہ مہ اور چرخ اخضر ہے

جب تک زمین و آسمان قایم ہے تب تک خالق ارض و سما اس مہر سپہر ریاست کو سربلند رکھے اور اسکے ہر دشمن پست فطرتکو سرنگون رکھے کہ ذرہ پروری کو کام فرمایا عرضئ مرقوم نے خلعت قبول پایا اب ایسی کیسر سردار نے نظر عالی ہمت سخی و شجیع خلیق عقیل روشن ضمیر آج تک چشم فلک کے دیکھنے مین نہین آیا سیکڑون شرفاؤن نے اسکی سرکار بلند اقتدار سے فیض پایا الغرض جبکہ اس ہیچدان ناکارۂ جہان کی جناب موصوف نے دستگیری کی دل نہایت شاد ہوا قید غم سے آزاد ہوا اب بخوبی گذران کئے جاتا ہون سوائے شکر حق کے اور کچھہ زبان پر نہین لاتا ہون طالع رہبر کی تائید ہے حال خوشحال ہون آیندہ امید ہے

لمولف

مت گریبان مین سر جھکا منظور
دامن الطاف ہات آیا ہے
جسکا نواب نامدار ہے نانون

یا دہین ان سبکا مجموعہ تیار کر مگر اس شرط سے کہ عبارت اسکی
سلیس اور رنگین پر لطایف اور پر مضامین ہووے ہر نقل پند آمیز ہو
جو اس کتابکو پڑھے علم مجلس بڑھے طبیعت تیز ہو ازبسکہ وہ پیر
استاد زادہ ہین اسلئے مینے انکا کہنا سر کے زور قبول کیا یہہ جواب دیا
کہ آپکا ارشاد بدل بجا لاؤنگا مگر انشا پردازی عبارت آرائی کہان
لینے جاؤنگا انھونے فرمائے کہ مین شاہجہان آباد اور لکھنؤ کا نام
نہین لیتا ہون کیونکہ ہندوستان غیرت بوستان معدن لعل گران
بہائے سخن ہے اوستادونکا مسکن ہے پر یہہ نہ قیاس کیجیے کہ وہان
سبھی سخن طراز نازک خیال رنگین طبع نکتہ دان ہین جہان گل تہان خار
بھی ہوتا ہے اس بات سے آگاہ سب سیر جوان ہین سوا اسکے
اور سب ملکونپر حضرت گجرات کو ترجیح دیتا ہون کیونکہ اس ملک مین اچھے
اچھے صاحب کمال نازک خیال سخنور شیرین مقال ہو گئے اور فی الحال
ہین چنانچہ جناب معلی القاب نواب مصطفی خان شیفتہ گلشن بیخار مین
ولی الدین ولی احمد آبادی کے بابمین تحریر فرماتے ہین کہ استاد ہے اور
ہمہ شاعران مسلم است اور ایک شاعر ہندوستان غیرت بلبل
بوستان کا یہہ ترانہ ہے مصرع ولی کا جو ہو قایل اسے شیطان
کہتے ہین باشندے اس ملک کے نکتہ رس صاحب عقل و ادراک

اور کچھہ زبان پہ نہ لاسئے چنانچہ جناب نواب مصطفی خانصاحب نے
جناب مقبول بارگاہ صمد **مؤلف** تواریخ مرت احدی شیخ
احمد صاحب المتخلص بہ بخشش کے واقعہ کی خبر دلی میں جب سن پائی
جھٹ یہہ تاریخ منظوم کرکے سورت بھجوائی **تاریخ**
کیا کیا نکو نسیم عدم آباد کو گئے ملک جہان خراب ہوا اب کے سال میں ؛ خاص اس جوان صالح دیندار کا فروغ ؛ نکلا جو بدر سے بھی زیادہ کمال میں ؛ خندان لب اور چہرہ فروزان دم نزاع ؛ دشوار ہے یہہ حال ہو اس ہنگ سالین ؛ بخشو میان پہ تو رجو بر سادم وصال ہے سال وفات آ گئے میرے خیال میں ؛ الغرض متوطن یہان کے ذہین چالاک اہل تمیز ہیں خلیق لیتق ہر دل عزیز ہیں واقعی یہہ شہر لاثانی ہے
سن لیجئے یہہ غزل جناب استاد کی زبانی ہے

غزل

کیا ہیبتی ہے مگر عاشق زار سورت ؛ یا گئے بوسہ میں ہے جو زیر حصار سورت
خندہ ناشکرین ہے میں پڑہ جاتی ہے پھول ؛ لب دریا پہ جو آتے ہیں نگار سورت
برق کی طرح نکلتے ہیں جھپٹ کر گلرو ؛ دیکھے سا و یمن کوئی آنکے بہار سورت
آگ لگنے کا یہاں گر ہے ہنگامہ ہمیش ؛ شعلہ طور ہے ہر لالہ عذار سورت
چشم کی وجہ سپیدی ہوئی مت پوچھ ؛ پھرتے ہیں آنکھوں میں ہیہ لیل و نہار سورت

وہ بیشک مردہ دل ہین مرتے ہین جو زندگانی پر ٭ گھٹے ہے ماہ بڑھ کر ہے
عبث غرہ جوانی پر ٭ یہہ سمجھو خوب تر ہے زیست اپنی نقش پانی پر
ہے مشت خاک آدم صفحۂ دریائے فانی پر ٭ کیا جسنے کنار اس سے وہ
بے شبہ بہر پایا ٭ جو اس زندان سے چھوٹا زندۂ جاوید کہلایا ٭ بند دوم
چمن مین جس گھڑی باد بہاری گل کھلاوے ہے ٭ چمن بلبل کے چہکانے
کو کیا کیا رنگ لاوے ہے ٭ و لے باد خزان برباد جب کرنے پہ آوے
ہے ٭ تو گل بلبل کو روتا چھوڑ کر ہستی سے جاوے ہے ٭ کہے ہے عندلیب
اس دم یہی ہے اب خزان اپنا نہ ہے پامال قضا ای ہمصفیر و آشیان
اپنا ٭ بند سیوم یہہ روشن ہے کہ معز یکو تجلی شمع پاتی ہے ٭
پتنگے کو لبھانے شکل نورانی دکھاتی ہے ٭ اجالے مین ہے اندھیر
اپنے عاشق کو جلاتی ہے ٭ و لے صبح قضا اسکو بھی خاکستر بناتی
ہے ٭ سحر گر مہر تاہے تو شب کو ڈوب جاتا ہے ٭ قرار اس
بحر مین کسکو ہے کون آرام پاتا ہے ٭ بند چہارم یہہ قصہ مشتہر ہے قیس تھا
لیلی کا شیدائی ٭ پھنسا تھا زلف کے پھندے مین کہلاتا تھا سودائی
جو رشتہ تھا جنون سے تھی ہوائے دشت راس آئی ٭ پہ خیاط
قضا نے مرضئ حق جو یہ نہین پائی ٭ کیا پیوند اسکو چاک داماں بیابان کا
ملا گردش زدے کو تازیانہ گرد گردان کا   اس لئے جہان مین کچھہ ایسی

ثابت کردو ہم ایک ہفتہ کی مہلت لے گئے ہین اب یہہ سوچتے
ہین کہ اسکو جہنمی یا بہشتی کیونکر ثابت کرین اس بات سے
آگاہ پروردگار ہے بندہ ناواقف ناچار ہے امام محمد بولے کہ
اندیشہ نہ کرو مجھے خلیفہ کے روبرو لیچلو استاد نے کہا اس مسئلہ
کی صورت بیان کرنا آپکا کام نہین ہے بلکہ یہہ وہ آغاز ہے کہ
جس کا انجام ہیبت ناک ہے کہتے ہین اسوقت حضرت نہایت کم سن تھے
لڑکپن کے دن تھے کہنے لگے کہ آپ ایسا خیال دلمین نہ لائیے
مجھے بادشاہ کے پاس لے جائیے استاد نے سوچے جو ہو
سو ہو انکو حضور کے لیچلو شاید کہ اس سوال کا جواب انسے
بن آئے سب کی مخلصی ہوجائے اس امید پر انہین شریعت
پناہ کی وہان اپنے ہمراہ لے گئے قاضی صاحب سب علماؤنکو
متفق کرکے بل اتفاق دیوان لطلے مین رونق افزا ہوئے اسوقت
بادشاہ حرم خاص مین تشریف رکھتا تھا سبکے آمد کی خبر سنکر
برآمد ہوا سبکے سب آداب بجالائے بادشاہ نے جواب
طلب کیا سب سے پہلے امام محمد بول اوٹھے کہ یا امیر المومنین
پہلے آپ خلوت کیجئے پھر آپکے سوال کا جواب مجھسے سن
لیجئے جب تخلیہ ہوا مجرا کرکے ملتمس ہوئے کہ بادشاہ کی

شعر اوس ماہ رو کے بام پہ آنے کو لیا کہوں ؛ مجھکو بھی آفتاب لب بام کردیا ؛ آخرش کو سر کا کر نگہت خواص کے ہاتھ زبیدہ خاتون کے نام سے اسکو بلا بھیجا جب وہ گل اندام مست نگہت نکہت افزا ہوئی مین باغ باغ ہو گیا اُسکو اپنے پہلو مین بٹھا کر کہنے لگا کہ اگر آپ نہ آتے تو ہم جان سے جاتے دم کوئی دم کا مہمان تھا زندگی کی صورت نظر نہین آتی تھی آنکھوںمین جان تھا تمھارے تصور مین یہہ شعر ورد زبان تھا **شعر**

آنکھون مین دم ہے جسم سراپا پہ قاق ہے ؛ پر تیرے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہے ؛ اللہ تعالے نے یہہ دیکھایا کہ تمھارا وصل میسر آیا **نسیم** اے خالق کردگار شکرا ؛ شکرا شکرا ہزار شکرا **میرحسن** نہ تھا وصل اسطرح کا دھیان مین ؛ خدا نے کیا اُنکے آئین ؛ فی الحقیقت **مؤلف** اب جسم نے میرے جان پائی ؛ تم آئے نہین مرادآئی ؛ اب جو یہہ دلدادہ تم سے ہم پہلو ہے یہہ آرزو ہے بقول جناب شیخو میان صاحب خلف الرشید مقبول بارگاہ صمد جناب شیخت مآب شیخ احمد المتخلص بہ بخشش مؤلف تواریخ مرءت احمدی المتخاص بہ یا ور

تم سے ہم آغوش ہو کر سو رہون بخت خوابیدہ اگر بیدار ہو

قسم ہے اسد اللہ الغالب کی اس غالب کل غالب کی
دہشت مجھہ پر غالب ہوئی روتے روتے غش آگیا جب نکلا
وزیر زادیکو اپنی فرزندی مین لیا توبہ استغفار کیا تمام شب روتا
رہا سیاہیئے عصیان آب ندامت سے دھوتا رہا جناب
امام محمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ احوال سنکر جواب دیا کہ
آپکے لئے فردوس کے باغون مین سے دو باغ ہین یہہ بات
کلام مجید سے ثابت ہے دلیل جیّد یہہ آیت ہے قولہ تعالےٰ
ولمن خاف مقام ربہ جنتان سچ ہے بقول محمد حفیظ حیدرآبادی
حفیظ بحر کرم کو جوش مین لاتا ہے انکسار ؛ دست دعا ہے
اپنا سفینہ نجات کا ؛ غرض ہارون رشید نے انکو چھاتی سے
لگایا باہر نکل کر آپکے استاد سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ امام محمد
تمھارے شاگرد تتہ ورشید مین سپہر زکاوت کے خورشید
ہین یہہ کہکے کئی خچر اشرفیون سے لدے ہوئے امام موصوف
کو عطا فرمایا آپنے وہ سب زر گھر پہنچنے تک فی سبیل اللہ لٹایا
مصرع قرار بر کف آزادگان نگیرد مال ؛ بیان کیتے ہین کہ آپ استاد کے
نہایت خدمت گذار تھے ؛ روز و شب انکی رضامندی کے طلبگار
تھے ایک روز انھون نے خوش ہوکر یہہ دعا دی کہ باریتعالی تجھے

برقع اٹھاکر حجر اسود کو بوسہ لیا اتفاقاً شیخ زمزم اسوقت وہان حاضر تھا اس
شمع رو کا چہرہ افروز جو اسکو بیحجاب نظر آیا پروانہ کیطرح عاشق زار ہوگیا شعلہ کیطرح
بیقرار ہوگیا بادۂ الفت سے مست ہوکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اس صاحب عصمت نے
جھڑک دیا جب اسنے نمانا اور اسکا پیچھا کیا تو ایک طمانچہ ایسا مارا کہ وہ بیہوش
ہوکر چارشانون چت گر پڑا جب ہوش آیا تو اُسنے اپکو مصر مین پایا متحیر
حیران ہوا دیوانہ پن کا سامان ہوا دل سے کہنے لگا کہ کجا مکہ و کجا مصر عجب طرح
کی حقیقت ہماری ہے خواب ہے یا بیداری ہے وہان سے اُٹھکے چلتا ہوا
جب اسنے وہانکے مکانات اور رستے خوب غور کرکے دیکھے تو یقین کامل ہوا
کہ مصر مین ہون کسی کے اوٹے پر بیٹھکے مابقیہ رات استعجاب مین گذاری جب
صبح صادق کا اجالا ہوا مسجد مین گیا وہ تو شیخ زمزم ہی تھا وہان اسکو کئی قدیم
کا ر رفیق و یار ملے انھونکو بھی اچنبا آیا ہر ایک یہہ سخن لب پہ لایا کہ تمنے اتنی مسافت
کیونکر پائی جو یہان آگئے اُسنے سب اپنا حال پرملال بیان کیا وہ بولے کہ بیشک
تو دیوانہ ہے ظاہر آیہہ کلام مجنونانہ ہے کہ ایک عورت کے طمانچہ سے تو مکہ سے مصر مین
آگرا کہان چین او کہان اگرا مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا غرض اُسنے قسم
شرعی کھائی آنکے واسطے تنک مقابی اُنمین سے ایک نے دستگیری کو کام فرمایا ہاتھ
پکڑکے اس غریب کو اپنے گھر لایا کھلایا پلایا کہا کہ اب تم ایک کام کرو یعنے فلانے بازار کے
عنقریب ایک کوچہ ہے وہان قدم ساقونکا مجمع رہتا ہے اس جگہ جا پہنچو اُنمین سے ایک زبان

نقل

اقلیم ہند کے شہرون مین سے کسی شہر مین کوئی سوداگر دولتمند
ملقب بہ عمدۃ التجار مشہور تھا سیاح نزدیک و دور تھا مدتون تک
عیش و عشرت کرتا رہا جب معمر ہوا اتفاقاً جور چرخ ستمگار
اور انقلاب لیل و نہار سے تھوڑے عرصے مین مفلوک
ہوگیا بری بھری چھاؤن ہے بندہ سچ کہتا ہے سدا کسی کا
ایک حال نہین رہتا ہے **میر حسن** دور نگی
زمانہ کی مشہور ہے ؛ کہین سایہ ہے اور کہین لو ہے ؛
سچ ہے بقول شریف ملک شریعت خضر راہ طریقت سید
شعراء متاخرین جناب فضیلت مآب میر غیاث الدین صاحب
المتخلص بہ **شائق** ہے آسمان زمین پہ زمین ؛
آسمان پر ؛ ظاہر ہے آئینہ مین زمانہ کا انقلاب ؛ جب تنگ
دستی نے ہات ملایا ؛ آوارگی نے قدم بڑھایا ؛ مع اہل و عیال
جلا وطن ہو کر کسی اور شہر مین چار ماہ دکھ سے دن بھرنے لگا
مر مر کے زندگانی کرنے لگا **استاد** ہے کسی پر
یہ فراخ اور ہے کسی پر تنگ یہ ؛ مردہ ہین اہل جہان یہ
فی الحقیقت گور ہے ؛ سوا افسوس کھانے کے اور آنسو

ارادے پر باہر نکلا پھر رات تک بھٹکتا رہا لیکن اسکا ہوا و
نہین پڑا کہ کسی سے کچھ سوال کرنے قریب تھا کہ وہ غریب
اپنے گھر کے طرف پیچھا پھرے کہ مقابل مسجد نظر آئی خیال
کیا کہ تا حال وضو بحال ہے بہتر ہے کہ نماز سے فارغ ہوکر گھر کو
جاؤن یہہ سوچ کر مسجد مین گیا اتفاقاً مسجد کے حجرے مین
ایک لڑکا کسی میانصاحب سے گلستان پڑھہ رہا تھا
اور اس شعر کی معنی پوچھنے مین مشغول تھا شعر

شب چو عقد نماز بر بندم چہ خورد بامداد فرزندم

عین نماز پڑھنے وقت یہہ شعر اپنے حسب حال سوداگر نے
جو سنا دل بھر آیا آنکھون سے دریا بہایا ۞ اتفاقاً ایک
رئیس جس کے ساتھہ وہ اپنے ایام تمولمندی اور جمعیت
مین شناسائی اور معاملہ رکھتا تھا اسوقت ۞ وہان ایک
طرف بیٹھہ کے وظیفہ پڑھہ رہا تھا اسکی آہ و زاری کی صدا اسنے
سن پائی ۞ بمرتبہ رقت آئی قیاس کیا کہ یہہ شخص کسی مصیبت
مین مبتلا ہے ایسے وقت مین اسکی غمخواری اور معاونت
کرنا عین خشنودیئے خدا ہے یہہ خیال کر کے ازراہ غریب
نوازی اسکا ہات پکڑ لیا ۞ جب خوب غور کر کے دیکھا تو

کے وقت وزیر نے چپراسی کو تاکید کیا کہ انکو اُنکے مکان پر پ
پہنچا کر رسید لیکے آئیو غرض وہ دونو وہان سے چل نکلے بازار
مین آکر تاجر نے ایک مہر تائی میوہ مٹھائی لیکر خوش خوش
اپنے گھر آیا سپاہیکو مع رسید پانچ روپیہ دیکر روانہ کیا عورت
نے سب اسباب علیحدہ کیا مع فرزند دونون نے مٹھائی میوہ
کھایا پانی پیا خدا کا شکر کیا علے الصباح بحکم الناس مع اللباس
والبیت مع الاثاث پوشاک بنوائی ایک مکان پختہ کرایہ سے
لیا غلہ بھروایا اثاث البیت خرید کیا جب ان کامون سے فراغت
پائی اس امیر کی خدمت مین حاضر ہوا بعد کئی روز کے اس
امیر کی مدد سے کاربار تجارت کا شروع کیا خدا جو مددگار ہوا تھوڑے
ہی مہینون مین اپنی نیک نیت اور خوش تدبیر سے بہت
کچھ پیدا کر لیا حالت اصلی پر آگیا لڑکے کو مکتب مین بٹھایا
وہ کئی برس مین لکھ پڑھ کر قابل ہوا ہر فن کے علم مین کامل
ہوا علم و ادب کے کی دولت سے وہان کے شہزادہ کی
مصاحبت مین داخل ہوا سچ ہے علم و ادب ایسی ہی
چیز ہے جس مین یہہ دو وصف ہین وہ ہر دل عزیز ہے
جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین

شعر
من کان صفتہ بالکمال
فانما فخرہ بالعلم والادب

محبوبہ کے وہان ضیافت کی تیاری کا حکم بھیجا جب رات ہوئی ٭
اسکو اپنے ہمراہ لیکر اسکے وہان گیا سوداگرزادہ مکان
کی تیاری دیکھکر دنگ ہوگیا صحن مین چھڑکاؤ کیا ہوا جابجا قالین
رنگین سوزنیان زرین بچھین ہوئین کاشانی مخمل کے تکئے لگے
ہوئے ہرطرف کوچ کرسی مسہری الماری پلنگ چھپرکھٹ
دھرے دیوار سے آئینے والسیڈ لگے جابجا شمعین کافوری ٭
مرد نگیان دہ بخت روشن خرامان ہر رشک چمن سراپا ناز سے بیٹھے
اپنے ہین سکے کہ جسکا نام دلنواز تھا آگر انھونکو مجرا کیا سوداگر
زادہ کی نگاہ جو نہین دلنواز پر پڑی ایک بر چھی عشق کی سینہ مین
گڑ ہی از بسکہ وہ پری پیکر نہایت قبول صورت تھی اسکے آنکھون

شعر

سما گئی اسکو بھی اسکی وضعداری بھا گئی

گئے دیکھتے ہی سب آپس مین مل | | نظر سے نظر جی سے جی دل سے دل

جب دستر بچھایا اور دور شراب کا جاری ہوا اس

دلدادہ نے پہلے شعر یہہ پڑھ لیا | شعر | دیکھا دین

اسکو آگر آفتاب کیا دور کے ٭ بلورین جام مین بھر دین شراب
کیا دو کے ٭ پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر کر اسے دیا ٭ اسنے
بمنت و سماجت لیکر پیا لیکن نظرون مین سمجھ گئی کہ یہہ شخص

کہہ نہیں سکتا ہوں جو کچھ مطلب ہے ؛ عاشق تازہ ہوں اور وصل کی پہلی شب ہے ؛ فی الحقیقت میسر ؛ نکتہ دان بھی خدا نے تمکو کیا ہے

پر ہمارا مدعا سمجھے ؛ شہزادہ نے اسے جتایا کہ فرط شوق کو کام نفرما ایسی بیموجب بات پھر زبان پر مت لا اسمین یہہ کو ہر کان مجبوبی وزیر اعظم کی تابعدار ہے جاسوس کان لگائے ہشیار ہے مبادا یہہ خبر وہ اسے پہنچائے تو یہان آنا جانا اسکا بند ہوجائے جبر پھر محفل راگ رنگ کی گرم ہوئی وہ شعلہ روئین ناچنے گانے لگین اپنے عاشقونکو لبھانے لگین ایک سمان بندہ گیا غمسے سبکو فراغ تھا

ہر ایک باغ باغ تھا ریحان نے کہتی تھی ہے یہہ دم غنیمت

وقت سمجھتے تھے واچھڑے یہہ صحبت ؛ وہ دونو کبھی بیہوش ہوجاتے تھے کبھی ہوش مین آتے تھے سوداگر بچہ بھی ازبسکہ علم موسیقی میں کمال رکھتا تھا شہزادہ نے اسے چھیڑا کہ اب تو کچھ سناؤ وہ تو آپ چاہتا ہی تھا ستار ہاتھ مین لیکے یہہ غزل پر درد آہ سرد بھر کر گانے لگا

غزل

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
ہنستا جو دیکھتے ہیں کسیکو کسی سے ہم	منہہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بیکسی سے ہم
کیا گل کھلیگا دیکھئے ہے فصل گل تو دور	اور سوئے دشت بھاگتے ہیں کچھ ابھی سے ہم

ہوئی کو تیرے پاس سے اٹھایا تفرقہ نے منہہ دکھایا **لا اعلم**

یہی مجھکو رہ کے آتا ہی ارمان   کہ تجھ سے نہ کچھ میرا ارمان نکلا

وزیر نے مجھکو یاد فرمایا ہی رت بھجوایا ہی یہہ بات سنکر

وہ سن ہوگیا اہ سرد لب پر لایا یہہ شعر جناب افصح الفصحا میرزا محمد کا

اسکو پڑھہ سنایا **سودا** جسپہ ہم مرتے ہیں دل اسکا کسی پر

زار ہی ۞ مژدہ باد ای مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہی ۞ وہ بولی نہ

صاحب آپ یہہ خیال دلمین نہ لائیے **مصرع** مین تم پر فدا

ہون مجھے اس سے کیا ۞ غرض جب وہ سرو قد جوئے اشک بہا

کر اسکے پاس سے اٹھہ چلی اسکے منہہ پر فاختہ اڑنے لگے قمری وار

طوق الم مین گرفتار ہوگیا مقدر سے لڑنے لگا حیرت غم سے آنسو

سوکھہ گئے یہہ شعر طوطی شکرستان سخنی **استاد** زمن شیخ

امام بخش ناسخ کا پڑھنے لگا **شعر** روتے روتے مین یہہ حیران

ہون کیہ یہہ کیا ہوگیا ۞ اب نظر آتا نہین آنکھون مین ایک آنسو مجھے ۞

شہزادہ کچھہ اپنے من مین مآل کار سوچکر کہنے لگا کہ ای مشفق من تنہا

واویلا کیا ہی بیفائدہ ہمارا سفر نہ کھا سوز نہ مچا چنچل چوارون کا ہمارے

پروانت ہی اگر خبردار ہونگے تو وزیر کے روبرو باتین چبا چبا کر ینگے

اور وہ مارے جلاپے کے ظل سبحانی کو بری بھلی لگائیگا

نہین لگتا ؛ لگا کس گھرمین جی یارب کہ دل گھرمین نہین لگتا ؛

سختی تسینے من اس سیہ روکی جون نگین نامداری ہے غفلت

ہوشیاری ہے عزت اسکی خواریمین ہے آبرو گریہ وزاریمین ہے

بقول جناب نواب الہی بخش معروف گریۂ وآہ فغان

سے ایکدم فرصت نہین ؛ ہم سمجھے تھے محبت کار بیکار ونکا ہے

ہم چشمونکی نظر وسنے چون اشک ندامت وہ گرتا جاتا ہے ؛ افتاد

جو اسپر پڑتی ہے اٹھاتا ہے اپنا منہہ کسیکو نہین دکھاتا ہے

از ماست کہ بر ماست معروف اب یہہ صورت ہے کہ

جون آئینۂ زنگ آلودہ ؛ پھیر لے منہہ جو کسیکو ئی بتلائے ہمین ؛

جون خط تعزیت افتادہ سر راہ مین ہم ؛ رو پڑے بس وہ نہین

جو شخص پڑا پائے ہمین ؛ بہر حال عشق اعجاز نما ہے بڑے

بڑے پرہیزگار اولیاؤنکی کرامت چھین لیا ہے ؛ عاقلون کو

دیوانے بنا دیتا ہے ؛ ہر کہین یہہ اپنا کرشمہ بتلاتا ہے ؛ جو

کہ عقل مین نہ آئے وہ یہہ کر دکھاتا ہے ؛ کیا تمنے شیخ صنعا علیہ

الرحمہ کی نقل نہین سنی شہزادہ بولا بتفصیل وار کہو تو سنون

سوداگر زادہ کہنے لگا

نقل بطور ضرب المثل

شیخ صنعا قدس سرہٗ ایک بزرگ وارستے صاحب کشف

دل پریشان ہوگیا خواب پریشان دیکھ کر یہ طالب سمجھانے
لگے کہ خواب وخیال کی بات پر نہ جاؤ ایسے وسوسے دل مین
نہ لاؤ القصہ بعد دو چار مہینونکے شیخ صاحب کئی مریدون کے
ہمراہ طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے راہ مین کسی شہر کے
عنقریب ایک گلستان کسی متوطن انگلستان کا نظر آیا
حضرت نے خادمون سے کہا کہ تم یہین شہرو مین واسطے تفریح کے
باغ مین جاتا ہون ابھی گلگشت کرکے آتا ہون جون ہین باغیچہ مین
داخل ہوئے تب جو ایک فرنگن قبول صورت خوش پرکار بڑی آب
وتاب سے کرسی پر بیٹھی ہوئی نظر آئی شیخ صاحب کے دلکو
وہ غارت کردین نہایت بھائی منہہ تکتے ہوگئے حیرت سے
آرسی دکھائی اس سرو جویبار چمن جسکے پاؤن پر سر رکھ
کے رونے لگی آب اشک سے منہہ دھونے لگی اس مسیحا
دم کے دم مین آئی یہہ سخن زبان پر لائی مصرع غلامی مین اپنی
مجھے کر قبول لااعلم دولت حسن ہے جسکا پاس ہے
ہے اس سے سوال کچھ نہ دے اور نہ لے پر ہمین نوکر سمجھے
وہ گل اندام یہہ سنکر بولی کہ ایک صورت سے ممکن ہے یعنی
اگر تو میرا دین آئین قبول کرے تو اپنا دامن مراد کے پھولوں سے

شیخ بولے **ناسخ** مثل پروانہ نہین کچھ زر و مال اپنے

پاس ہے ہم فقط تم پہ خدا کرنے کو جان رکھتے ہین ٭ فرنگی نے کہا اگر مفلس ہو تو مہر کے مہرونکے عوض ایک برس میرے سوٴر چراؤ ٭ اگر اس لڑکی کے عاشق صادق ہو تو میرے کام سے بھی مت چراؤ انکی آنکھو نپر تو غفلت کا پردہ ہی گرا تھا خوک چرانے کا بھی اقرار کیا غرض دن کو صحرا مین جاکر سو سوٴر چرالتے رات کو اس مہرو کے ہمراہ محو آشنائی اور عیش عشرت مین مشغول ہوتے خنزیر کے کباب کھاتے اتوار کے روز اس بدالطوار کے ساتھ کنیسہ مین جاتے **مؤمن** مؤمن دیر خدا خیر کرے ٭ طور بے ڈھب نظر آتے ہین مجھے ٭ جب مرید انکو اس حالت مین چھوڑکر بیت اللہ شریف کو گئے اور وہان سے مدینہ منورہ کو جا پہنچے جناب رسالت مآب کی زیارت کے بعد سینے چلہ کشی شروع کی جب نہ تب مسجد مین جاکر اپنے مرشد کی ہدایت کی دعا اسطور مانگتے تھے کہ اے ہادی گم گشتگان بطفیل پیمبر و بطفیل ال پیمبر علیہم الصلوات و السلام و بطفیل چہار اصحاب و دوازدہ امام تو ہمارے مرشد کا دل اس سیاہ کاری سے پھرا راہ روشن دکھا انکے دعا مقبول ہوئی مقصد حصول

اور اسسے پڑھوایا ارکان مسلمانی اسکو سکہلاسنے جب
مکہ شریف مین پہنچے موافق شرع محمدی کے اسسے عقد باندہا
عیش عشرت کرنے لگے بعد زیارت حرمین شریفین کے
بغداد مین اسے لئے ہوئے آئے دلکی مراد ملی اپنے خواب
کی تعبیر جو سفرسے بیشتر دیکھا تھا ٹھیک بن پڑی شکرانہ اس
رہنمائے حقیقی کا بجالائے شعر عشق جب کامل
ہوا ہے عین حس ؛ آگ مین پڑجائے جو سنے آگ ہے ؛
جب سوداگرزادہ سے یہہ نقل اسکو کہہ سنایا شہزادہ یہہ
سخن زبان پر لایا ؛ کہ عاشق کو تحمل کا یارا نہین ؛ لیکن یہان سوا
سکیبائی اور صبر کے چارا نہین میرا کہنا نہ مانے گا تو پچہتائیگا
زار وناشاد ہوجائیگا بقول مؤلف ہر گھڑی منظور اس
پردہ نشین سے عشقین ؛ چشم تراپنی رقیبونکو دکھانی ہے ؛
یہہ کہہ کے اسے اپنے مکان مین لیکے آیا دلاسا دیا سمجہایا
لیکن نصیحت سے کچھہ فائدہ نہ کیا یہہ فرد لب پہ لایا فرد
سنون ہون مین نصیحت کب کسو کی ؛ لگی ہے لو مجھے اس
شمع رو کی ؛ دو چار روز مین اسکا حال دگرگون ہوا جگرخون ہوا
روز و شب اسے آہ و فغان سے کام تھا تصور جانان انکہونکے

شعر تیری رتھ کا کلس سنہرا دیکھہ * شب لبا ماہ

سے یہہ پروین سانے * بہر پرواز ابر نکالی ہے * چونچ جیسے
سے مرغ زرین سانے * جب سراپا ناز کی باغ مین سواری پہنچی
دلنواز رتھہ اور سپاہیونکو روانہ کر چکے بعد اپنے عاشق کا ہاتھہ
پکڑے ہوئے باغ مین داخل ہوئی مراد حاصل ہوئی سراپا ناز
نے دونوکو ہمراہ دیکھہ کے کہا کہ آج بلبل گل کے ساتھہ ہے
دلنواز کھل کھلا کے بولی کہ وصل اور فصل تمہارے ہاتھہ ہے
اسنے کہا مین باغ باغ ہون خوب گلچھرے اڑاؤ اس غنچہ
مین کوئی ایسا نہین ہے جسکو تمہارا انتظار ہوئے دلکی خلش
ستاؤ جب شہزادہ تشریف لایا اسنے دسترخان بچھوایا کھانا
منگوایا کدام مین سے جا کے صراحی و جام لے آئی شراب کا دور
چلنے لگا شراب پیتے پیتے کھانا کھاتے تھے باہم بیٹھہ کے زندگی
کا لطف اٹھاتے تھے جب سرور زیادہ ہوا سوداگر زادہ کا دل
وصل جانا کا آمادہ ہوا ہر ایک علیحدہ مکان مین اپنی ہم خوابہ کے
ساتھہ سو رہا رات عیش عشرت مین کٹی جب گریبان صبح چاک
ہوا سوداگر زادہ غمناک ہوا مصحفی تھی شب وصل کھل
گئی جو آنکھہ * رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ * رخ اپنا اشک حسرت

اُسکے ہمراہ ہولیا اب اُس سے زیادہ بندہ اس بات سے محرم نہین عقلمندونکے لئے اتنا اشارہ بھی کچھ کم نہین یہہ بات سنکر انکا عجب حال ہوا نہایت ملال ہوا مجھے بلاکر کہا کہ اے الماس جی چاہتا ہے کہ ہیرا کھاکر مرجاؤن کہ اس سنگدل کی صورت نہ دیکھنے پاؤن وہ شوخ وہان شمع انجمن ہے یہان آتش غیرت شعلہ زن ہے

مولف

ہنستا عدو سے دیکھ اسے جون شمع روئین ہم ؛ اے رشک تجکو آگ لگے تو نے جلا دیا ؛

مین نے یہہ بات سنکر انھین سمجھایا دروغ مصلحت آمیز سے آتش فتنہ کو بجھایا گو کہ مین بے تمیز ناچیز ہون لیکن اللہ انھین سلامت رکھے میرے بات جھٹ مان لی میری خیر خواہی جان لی فرمانے لگی کہ اچھا تیری سفارش سے اسکی تقصیر معاف کی لیکن اب اسکو اپنے محل مین نظربند رکھونگا کسی اور جا ہی جانے دونگا تو کیا ذکر ہے لیکن اُسکی بہن کے ہان بھی آنے جانے نہ دونگا جلد سواری لیجا کے اُسے بلالا مینے آداب بجا کر دعا دی آپکے مکان کی راہ لی سواری دروازہ پر حاضر ہے جلد تشریف لیچلئے تاخیر کرنے مین خطر ہے دلنواز یہہ ماجرا سنکر رونے لگی اپنے یار غمخوار سے یہہ سنکر گلے ملکر وداع ہونے لگی

نظارۂ دلبر کرآتا تھا تو گھر مین آکر یہہ اشعار لب پر لاتا تھا شعر

اپنے ہے وہان قید یہان آنے کی بابت اندنون ؛ گھر مین پھرنے
مین تو ہچی ہے قیامت اندنون ؛ مین توجہ کرتا ہون بگڑی اور
بناتے ہین وہ بال ؛ مدعا ہوتے ہی یون صاحب سلامت
اندنون ؛ وہ سیماب وش بھی اسکے فراق مین بے تاب
رہتی تھی رات دن بے خور و خواب رہتی تھی ایک روز وزیر
نے اسے سنگار کا حکم دیا اسنے بحکم المامور معذور نہا دھو کر
مشاطہ کو یاد کیا اسنے آکر بال بنائے تیل ڈالا زلفین چھوڑین
جوڑا دالا جب وہ سرمہ دان آگے لائی دلنواز نے یہہ دوہرا
پڑھکر جوسے اشک بہائے ایر خسرو سرمہ دون نو کرکر
کاجل دیا بہائے ؛ جس نینن مین پی بسے دوجا کون سمائے

مشاطہ بولی **مؤمن** کونسے سوختہ اختر کا خیال آگیا ہے

سرمہ جب دیتے ہو تم اشک بہاتے کیون ہو ؛ وہ کہنے لگی

جراءت آدمیت بھرا اسے سے لے آتے ہین ؛ اشتی

نامی نہین بھرتا کوئی ؛ وہ نہ آوے تو یہہ ہو جائے غلط
کہ بن آئے نہین مرتا کوئی ؛ مشاطہ نے کہا مین تمھارے
زخم دل پر مرہم رکھونگی بے خوف خطر اپنے حال دل سے

القصہ شب موعود کو آدھی رات کے وقت جو نہین وزیر لے پنے بخت کے مانند سو گیا ہر طرف سنسان ہو گیا اس آفت روزگار نے بہزار تدبیر مشاطہ کے اعانت سے اپکو سوداگر زادہ کے پاس پہنچایا دونو عاشق معشوق راہواروں پر سوار ہو کر چلتے ہوئے دربانون کو دھوکا دیکر شہر کے پہاٹک کھلوائی ہوا دارونکو دیتا کر وہان سے ہوا کھائی شبانہ روز پیہم چلے جاتے تھے کئی روز بعد دریا کنارے ایک شہر آباد دیکھا وہان پہنچے دو چار روز وہان دم لیا آسودہ ہوئے ❊ پانچوین روز دونو گھوڑے بیچ ڈالے ایک جہاز دمشق کا سفری تھا اُسکے ناخدا سے سوداگر ملا کیبن کا نول ٹھہرا کر اُسکو دیا کپتان نے کہا کہ ہم پرسون نو کلاک کے وقت لنگر اٹھاینگے خواہ تم کل شام کو سوار ہو خواہ پرسون علے الصباح اُسنے کہا مین پرسون فجر کے نماز پڑھ کر آؤنگا میرے آنے سے پہلے ناو کنارے پر موجود رہے اُسنے کہا ایسا ہی ہوگا تیسرے روز موافق وعدہ کے صبح ہی کو مع دلنواز جہاز پر سوار ہوا پہر دن چڑھے جہاز کا لنگر ناخدا نے اُٹھایا فضل الٰہی شامل حال ہونے کے باعث جہاز مزے مین چلا جاتا تھا کپتان البا ذی اخلاق

مرکب بحر کو گھیر لیا ہر ایک شخص اپنا اسباب اتارنے لگا سوداگرزادہ
نے بھی چاہا کہ ایک کشتی پر اپنا اسباب بار کر کے مع رفیق
اتر جاوے سوداگروں نے اسکے بشرے سے معلوم کر کے کہا
گھبراؤ نہیں سب کے بعد اس فراغت سے بندر بوٹ مین سوار ہو کر
کنارے اتر جائینگے کیونکہ تمہارے ساتھ زنانہ ہے اس
لئے احتیاط ضرور ہے جب بندر بوٹ موجود ہوئی سوداگر
زادہ نے دلنواز کو جسے اپنی کنیزک قرار دیا تھا برقع اوڑھا کر
کیبن مین بٹھایا سب تاجر باہر بیٹھے کنارے پر اترے بعد
سوداگر کہنے لگے کہ کنیزک ہمراہ ہے اس لئے تم سرا کے
طرف نہ جاؤ وہان اترنا تمہین مناسب نہین ہمارے ساتھ
چلے آؤ گھر بھی مل جائیگا جہان وہ اترے اسکے ہمسایہ مین
اسکو بھی مکان کرایہ سے دلوا دیا اسنے چند مدت کے سکونت
کے لئے کچھ اسباب خانہ داری کا چار ناچار جمع کیا سب تاجرون
نے تمام شہر کی اسے سیر کروائی باغ باغیچے دکھلائے
ضیافتین کین اکابرون سے ملائے جب سیر سے سیری
ہوگئی اسنے کوچ کا ارادہ کیا ایک جہاز بصرے جاتا تھا
اسکے کپتان سے جا ملا کرایہ ٹھہرا کر اسکا نول اسکو چکا دیا

ہارون رشید لباس تبدیل کرکے مع جعفر وزیر و مسرور خواجہ سرا
موافق معمول کے شہر گشت کرنے نکلا تھا اس شب ناگاہ اس
گلی میں جو آ پہنچا اس زہرہ جبین کا گانا سُنکے پھڑک گیا بیتاب
ہوکے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ تم ہر طرف پھرتے نظر آؤ مین ایک
تہمید اٹھا کر اس مکان مین جاتا ہوں ہزار تدبیر اسکا گانا سُنکے
آتا ہوں یہہ کہکے دروازہ کھٹکھٹایا سوداگر زادہ اُسکی آواز سُنکے
کھڑکی میں دوڑ آیا دیکھا کہ ایک درویش سالک ولایت کا مالک
زنجیر کھٹکھٹا رہا ہے پوچھا کون ہے اُسنے جواب دیا کہ فقیر ہوں
مصیبت کا مارا خانمان آوارہ آج دوسرا فاقہ ہے کھڑے رہنے کا
کسے افاقہ ہے قابل ترحم ہوں دروازہ کھول کے اوپر بلاؤ بٹھا کے
کچھ کھلاؤ تمھارے حق مین دعا دونگا آسودہ ہو کر اپنی راہ لونگا اور
اگر اس مسکین کے حال پر توجہ نہ فرماؤ گے تو باغ شروان والونکی
طرح پچتاؤ گے سوداگر زادہ یہہ بات سُنکر تھرّا گیا اسکے حال پر رحم
آگیا دلنواز سے کہنے لگا اسکا سوال رد کرنا میرے نزدیک
انسانیت سے دور ہے تم یہین بیٹھے رہو ایسے درویش ولی
صفت سے چھپنا کیا ضرور ہے یہہ کہہ کے اُسے اوپر بلایا خلیفہ نے
جا کے دیکھا کہ ایک میز بیچ مین رکھی ہوئی ہے اسپر میوہ جات

نواحی صنعا میں جو دار السلطنت یمن کا ہے کسی مرد صالح کا ایک
باغ بنام ضروان نہایت دلکشا فرحت افزا تھا وہ نیکبخت جس روز
اپنے باغ کا میوہ اتارنے جاتا تھا تو درویشوں کو بلاتا تھا اور جس قدر میوہ کہ
درختوں کے نیچے گرا ہوا پاتا فقیروں کو عطا فرماتا میوہ گراتے وقت
درختوں کے تلے جاجم بچھاتا جو میوہ کہ جاجم کے سوا زمین پر گرتا وہ
بھی آپ نہ لیتا مسکینوں کو دیتا اور تحصیل سے بھی لشمار وہ یکے اپنے
تقسیم کرتا جب وہ عزیز باتمیز نے کہ رحمت خدا اسکی اسکے روح پر پہونچے
وفات پائی وہ باغ اسکے لڑکوں کے تحت تصرف میں آیا انہوں
نے باہم مشورہ کیا کہ اپنا باپ تنہا تھا اور فقط ایک گھر کے خرچ کی اسکو
فکر تھی اور ہم تین ہیں اگر والد ماجد کے طور پر فقیروں کو میوہ گرانے کے
روز بلانے لگے اور اسی موافق انہیں میوہ دینگے تو فقیر امیر اور ہم فقیر ہو
جائینگے کیونکہ ہم عیالدار ہیں خرچ اخراجات میں گرفتار رہیں چاہئے کہ علی
الصباح اپنی باری میوہ چننے جاویں تا فقرا خبر نہ پاویں اسبات پر
مطابق قول اِذْ اَقْسَمُوْا سب نے قسم کھائی غرض جس وقت یہ ارادہ
کرتے وقت کسو نے لفظ ان شاء اللہ نہیں کہا تھا ہر ایک اپنے
گھر میں غافل سو رہا تھا اور مطابق قول فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ
رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُوْنَ بحکم ایزد متعال اس باغ پر بلائے ناگہانی

قسمت جلے مجھلے بھائی نے کہا کہ مین نے تمھین پہلے ہی
کہا تھا کہ سائلو نکا حق تلف نہ کرو اپنے باپ کے طریق
پر چلو برکت دینے والا باری تعالے ہے تمنے میرا کہنا نہ
مان کر فقیرون کو میوہ دینے سے جو جی چرایا تو دیکھا اسکا
پھل پایا وہ کہنے لگے **قول سبحان ربنا انا کنا ظالمین**
پاک ہے خداوند ہمارا اور تحقیق ہم اس مصیبت مین
گرفتار ہونے کے قابل تھے پھر آپ آپ مین جھگڑنے
لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا تونے پہلے نیت بدلی تھی
غرض اپنے قصور سے بہت نادم ہوئے کہنے لگے کہ اگر ہم
حد سے زیادہ گنہگار ہین لیکن باری تعالے غفور رحیم ہے
اسکے کرم سے امیدوار ہین شاید وہ اس سے بہتر باغ ہمکو
عطا فرماوے اگر وہ ہماری توبہ اور دعا قبول کرے تو رنج
راحت سے مبدل ہوجائے انکا عفو طلب کرنا اور باوجود
نقصان کے شکیبائی جناب باری کو بہت پسند آئی وہان
کے حاکم کے دل مین کچھہ ایسا آیا کہ اسنے خود بخود انھونکو
بلاکر ایک باغ بنام حیوان عطا فرمایا انھون نے اللہ تعالے
کا شکر ادا کرکے اسے جاکے دیکھا کہ باغ ضروان سے

بہتر کہ محفل مین نہ چھیڑے تو تجھے پ اور اگر آپکے یہی مرضی

ہے تو مین حاضر ہون یہہ کہہ کے گانے لگی اپنا ہنر جتانے

لگی غرض اُسنے ایسا گایا کہ خلیفہ کو وجد آیا نہایت محظوظ ہوا

جب گا چکی اسکی تعریف کر کے کہنے لگا کہ شاید تم ہندوستان

کے باشندے ہو کچھہ احوال اپنا بیان کرو سوداگرزادہ بولا

کہ تم برابر کہتے ہو وطن میرا ہند ہے اگرچہ یہہ مسافر سوداگر

فرزند ہے لیکن مصیبت کا مارا گھربار سے آوارہ اس تنگ

بدر کے سودائی عشق نے دربدر پھرایا ہربار ایک نہ ایک نیا

سانحہ درپیش آیا غرض اُسنے اپنی سرگذشت ابتدا سے

انتہا تک اسکو کہہ سنایا یہہ شعر لب پر لایا شائق

رزق برقی ہے فقط درہم نہین		مضطرب ہون فلس ماہی دیکھکر
مین غنی ہون کشادہ پیشانی		فی الحقیقت برق

دل نہین تنگ تنگدستی ہے نہ خلیفہ نے اسکا سب احوال

سنکر فرمایا کہ تم نہایت ورخرچ ہو روز دو دینار تمھارے ہاتھہ

آتے ہین اسمین سے دو چار پیسے بھی بچنے نہین پاتے

ہین آدمی کو چاہیئے جتنا پیدا کرے وتانہ تصرف مین لائے

تا باقی ماندہ بے روزگاری کے وقت کام آئے نہ حاتم سے بے

تشریف لانا میرے ہمراہ خاصہ نوش جان فرمایا بہت اچھا کہہ کے
علیقہ وہان سے روانہ ہوا راہ مین جعفر سرور ملا اسکو حکم دیا کہ کل
صبح کو منادی پھروانا کہ کوئی کارچوبی رومال خرید نہ کرے غضب سلطانی
سے ڈرے جو شخص اس حکم کو عمل مین نہین لائیگا گردن مارا جائیگا ؛
علی الصباح وزیر نے اعلام پھروایا سوداگر زادہ سنکر بہت گھبرایا
دلنواز سے کہنے لگا کہ وہ درویش کوئی ولی تھا واقف اسرار
حق و جلی تھا اسنے جو کہا تھا وہی درپیش آیا اور سچ تو یہہ ہے
بقول جناب اعلی مراتب شیخ فاضل معروف بہ ڈوسو میا انصاحب جو
کہ سرکار انگریزی مین امینی کی خدمت سے سرفراز ہین تخلص **فاضل**

پھرے پہ جب آجائے ہے تقدیر کسیکی	ہر گز نہین چلتی وہان تدبیر کسیکی

غرض جب بہت گھبرایا ایک تاجر اسپر شفقت کی نظر رکھتا تھا اسکے وہان
جاکر اپنا احوال بیان کیا اسنے دوچار نقان بیش قیمت اسکو دیکر کہا
کہ تو انھین اتنے دینار کو بیچ لا تجھے دو دینار دونگا باقی مین لونگا اسنے کہا
تھا اس سے زیادہ قیمت پر وہ بیچ آیا تاجر نے چار دینار اسکو عطا فرمایا
اسنے گھر مین اکر معمول سے زیادہ اس روز طمطراق کیا شبکو بادشاہ
لکسوت درویشانہ پہن کر جو وہان تشریف لایا مکان اور دسترخوان
کی تیاری دیکھہ کر گھبرایا سوداگر زادہ نے بلاکر پاس بٹھایا یہہ سخن

کہ کوئی سوداگر دلال کے ہاتھ اپنا مال نہ بکوائے جو شخص تعمیل حکم سردار
میں قدر نہ کرے اسکو سردار پر پانسے سحر کے تڑکے منادی ندا کرنے
لگا کو بکو اعلام مذکور پھرنے لگا سوداگر بچہ سنکر سُن ہوگیا دلنواز سے
بولا کہ آج وہ فقیر آئے تو اتنا اُسے ماروں کہ فرش ہو جائے وہ بولی
خبردار ایسا کام نہ کیجو **شعر** خاکساران جہانرا بحقارت منگر
توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد اسی فکر و تردد مین سوداگر زادہ گھر
سے باہر نکلا ایک شخص جو ہمیشہ اس سے رومال خرید کرتا تھا ملا اُسنے
اپنی بھی دوستی اس سے کہی اسنے جیب سے پانچ دینار نکالکر قرض
حسنہ دیئے اُسنے محبت کے لئے پھول عطر میوہ مٹھائی خرید کر گھر آیا
قسم قسم کا کھانا پکوایا بادشاہ نے اگر اس روز کا ٹھاٹ جو فقیر
مین لایا دنگ ہوگیا اچنبا آیا سوداگر زادہ نے اس سے منہہ پھیر لیا چین
بجبین ہوا وہ بولا بابا میری شکل دیکھکے کیون اندوہگین ہوا اُسنے
کہا تم نہایت کلجیبے ہو گویا ہمیشہ بد دعا دینا تمھارا کام ہے اور
خلیفہ بھی بادشاہ نہین حجام ہے اگر ہر روز ایسے ہی اعلام پھرا کیگا تو
یہان کا کارخانہ بند ہو جائیگا خلق خدا ادھر اُدھر نکل جائیگی شہر تباہی
آئیگی بادشاہ اُسکے جھنجلانے پر بہت ہنسا وہ اور بھی دق ہو کہنے
لگا کہ آج کچھہ میرے حق مین نہ فرمائیگا نہین تو مین بگڑ جاؤنگا تمھین خوب

وزیر نے چوبدار بھیج کے بلوالیا وہ تو واقف کار آداب سلطانی
تھا شہزادہ کا یار جانی تھا جب حضور میں اسکو حاضر کیا بعد آداب
وتسلیما پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے اپنے خاص سلح خانے
میں سے ایک علیمانی نیمچہ منگوا کے اسے عنایت فرمایا اور کہا کہ ہمنے
اپنے ملازموں میں تیرا چہرا لکھوایا آج سے تو ہمارا نوکر ہے اتنے لتنے
روپیہ درماہہ مقرر ہے تمام روز ہمارے روبرو دست بستہ حاضر رہ
اسنے آداب بجا کر التماس کیا کہ شکر ہے اس خالق کا کہ جسنے
یہہ دن دکھایا میں نے آپ کے چرن برداری کا درجہ پایا **شعر**

نوکروں میں جو مجھے لکھا تو نے	آج چہرہ میرا بحال ہوا

غرض جب چار پہر کچہری برخاست ہوئی بادشاہ نے حرم سرا کی
راہ لی اسے رخصت دی وہ متفکر گھر آیا دلنواز سے کہنے لگا آج خلیفہ نے
نوکر رکھہ لیا درماہہ مقرر کیا لیکن جب مہینا تمام ہوگا تب درماہہ
ہاتھہ آئیگا مطابق اس مثل کے تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ
بود بغیر خرچ کے اپنا کام تمام ہو جائیگا یہہ کہہ کے نیمچے کا پھل قبضہ سے علیحدہ
کیا ایک پھل چوبی تراشکر اسکے بالعوض لگا دیا اس نیمچے کے پھلکو
جو نہایت بیش قیمت تھا کسی بقال پاس پانچ دینار پر رہن رکھا سو فق
معمول کے سب اسباب ضیافت کا مہیا کیا مفلسی کا غم مفقود ہوا

تلوار جیسی کے تیسی موافق اصل کے بن جائیگی خلیفہ تو کیا اسکے
فرشتونکو بھی خبر نہ ہونی پائیگی ٭ شتر صاحب نے کہا تمنے بڑی
حماقت کی امانت مین خیانت کی مبادا اگر بادشاہ کسیکو قتل کیلئے
تمھین حکم دے تو اسوقت بغل نکل آئے ٭ تمھاری بات بنی
ہوئی بگڑ جائے اس طور لجاجت کرنا غلاموں کا کام ہے آج
میرے نزدیک تمھارے گھر کا نمک چکھنا حرام ہے سوداگر
زادہ نے چلاکے جواب دیا کہ جب بادشاہ جھک مارنے روز
غلام پھرتا ہے مین ستاتا ہے علاوہ تسپر آج تمام روز اپنے
روبرو مجھے حاضر رکھا چہرہ لکھوایا مین نے بھلے ہے آداب بجا کر
بحکم الکنایۃ افضل من التصریح اپنا حال جتایا تھا کہ مصرع
مسافر ہون شکستہ ہون گدا ہون ٭ باوجود اس اشارہ کے
کچھ نہ دلوایا بادشاہ نے کہا اپنا حال صاف صاف کہہ دیتے
ہوتے کسی اور سے اپنے روزگار ہونے کا ماجرا کہہ کر دام لئے
ہوتے اس امید پر کوئی بھی اُدھار دیتا آدمی کو چاہئے کہ اپنا جان
جانے دے مگر اعتبار مین خلل نہ آنے دے غالب
بسکہ مشکل ہے ہر ایک کام کا آسان ہونا ٭ آدمی کو بھی میسر
نہین انسان ہونا ٭ گو کہ اسنے نگوہیہ نیچہ بخش دیا ہے لیکن

سزا دین لگاؤن کہ اسکا سر کٹا ہو جائے غرض وہ مقدمہ وزیر خلیفہ
کے روبرو لایا شاہدونکی زبانی اور خونی کا اقرار پڑھہ سنایا بادشاہ
جو کچھہ تجویز کرتا تھا تجویز کرکے واجب التقریر کو لینے مقابل طلب
کیا جب لے پنجرے مین کھڑا کیا خلیفہ نے سوداگرزادہ کو حکم
دیا کہ اسکا سر اڑا دے اسکے تو پہلی ہی سے ہوش و حواس
کے طائر پرواز کر گئے تھے گھڑی گھڑی جی بیٹھا جاتا تھا بغیر موسم
سرما کے لرزہ کی شدت سے اینٹھا جاتا تھا پھل بدلنے کی وحشت
سے ہاتھہ پاؤن پھول گئے تھے مارے خوف کے مرتا تھا بادشاہ
نے ڈانٹا کہ تاخیر کیا ہے وہ بولا میان بیچے مین پھنس گیا ہے
اسطرح کہتا کچھہ تھا اور منہہ سے نکلتا کچھہ تھا نہ منہہ سے بات
برابر نکلتی تھی نہ میان سے تلوار آخر بادشاہ ہنسی کو ضبط نہ کرسکا
بے اختیار ہنس پڑا تخت پر سے اُٹھہ کر اسکا ہاتھہ پکڑ لیا
سادگی سے کہنے لگا کہ جس بقال کے وہان اسکا پھل تھنے
رہن رکھا ہے اسکا نام بتلا دے اب ایسی باتون سے توبہ کرو بادشاہ
کو سوداگرزادہ نے بھی پہچانا کہ روز رات کو خود بدولت بھی
درویش بن کر تشریف لاتے تھے جو بات رات کو کہتے تھے
سحر کو عمل مین لاکر سناتے تھے قدمون پر گر کے اپنا قصور

وطن یاد آیا ناصح آج مجھکو دشت غربت میں

بوئے گل کو لیے باد چمن یاد آگیا ۞ شہزادہ نے ایک قاصد وطن کو روانہ کیا بعد چند مدت کے وہ جواب لیکر آیا وزیر کے وفات کے خبر لایا سوداگرزادہ نے خط کا مطالعہ کیا نامہ برکو انعام دیا یہ شعر لب پر لایا کمال شوق ملاقات ... لکھا ہے ۞ چلون میں آپ ہی قاصد جواب کے بدلے ۞ شہزادے کے مضمون سے آگاہ کیا وزیر کے واقعے سے وہ شہزادہ اور سراپا ناز کا سوز فراق سنکر رو دیا بقول ... مراتب امیر بے نظیر حضرت سید و میان صاحب فرزند ارجمند نواب ... نواب سیدی ابراہیم یاقوت خان مبارز الدولہ نصرت جنگ

بہادر مخلص اخلاص سیلاب اشک اوج پر آیا یہان تک

ہر بیضہ ہمایہ گمان ہے حباب کا ۞ طبیعت دونوں کی وہان سے اچاٹ ہوئی سوداگرزادہ نے خلیفہ کے پاس جاکر وطن کی رخصت چاہی اسنے کہا مین کبھی رضامند ہونگا وہ بولا کہ فی الحقیقت آپکی اشفاق اس نالائق پر ایسے ہی ہین کہ جدا ہونے کو دل نہین چاہتا ہے لیکن بحکم حدیث نبوی الجنۃ تحت اقدام امہاتکم والدین کی قدم بوسی کا نہایت اشتیاق ہے

جب شاہ جہان تمام روز کی منزل کا مارا ہوا خیمہ نیلگون میں جا پہنچا اور شہنشاہ انجم کے چیر اسی

لیکر پاسبانی کیلئے آ پہنچا یعنی دن تمام ہوا شہریار کا جنگل میں مقام ہوا بادشاہ کا خیمہ ایک

چشمے کے کنارے استادہ کیا لشکر کے انبوہ ویرانہ کو آباد کیا کہتے ہین اس چشمہ

مین مینڈکون نے کا غل مچایا غضب تھا شہ کی نیند اچاٹ ہو جانیکا سبب تھا بادشاہ نے

گھبرا کر حکیم جی کو یاد کیا وہ آئے تو یہہ ارشاد کیا کچھ ایسی تدبیر کرو کہ مینڈک چپ ہو جائین

ہم بستر استراحت پر آرام فرمائین نہین تو تمہارا خرمن زیست اپنی برق غضب سے

جلا دونگا اور کیان کمر سے بندھوا کر توپ کے منہہ اڑا دونگا گو کہ اسنے

جلال تو یہہ ایسا دیا تھا کہ اگر کوئی ڈھل گنڈا ہوتا تو سبز ہو جاتا مارے ہیبت کے

پیٹ چھٹ جاتا لیکن حکیم جی تو ایک گھاگ تھے پہلے تو بہت گھبرائے پھر سوچ

بچار کر یہہ بات زبان پر لائے کہ اگر حضور ایک اونٹ کٹوائین تو خوب کیونکہ

اسکے انتین مطلوب ہین یہہ عرض کر کے وہ بچارے بچار کرنے لگے کہ لوگ سچ

کہتے ہیں یہہ شتر گینہ تھا کار سم سعار ہے **مصرع** اونٹ رے اونٹ

تیری کونسی کل سیدھی ہے نہ اگر یہہ کچ بحث کچھ اور ایسا ہی ڈھا حکم کر

بیٹھے اور زمین لگئے تو جان مفت جاتے یہہ تو پہلی بسم اللہ ہے آگے اللہ

جانے دیکھیے کیا قسمت کا بدا پیش آتا ہے اس بد مزاج کا سلسلہ اطاعت

مین پابند رہتے مین یا یار رہتا ہے لے پڑا آتا ہے غرض ایک اونٹ ذبح

کروا کے اسکے انتون کے ٹکڑے کئے ہوا بھری بعد چیچڑے باندھکر پاتیہین

غیرت گلشن جنان مسکن حور و غلمان سے کے نہ لیکر کرون ابر چھایا ہوا فراش باد بہاری نے کو سو تنک فرش زمردی بچھایا ہوا کیورا اور گلاب کے بن کے بن لالہ و سوسن موتیا بیل چنبیلی کے سینکڑون چمن سرو و شمشاد کے قطار جنس کے درختون کے بہار کیلے کی درخت گنجان تاک کے خوشے آویزان میر حسن گھرے شاخ و شاخ باہم ہمپا پیلے ماتھے جون مست گردنیں ڈال نہ بلبلون کے پرے پرے اور انکی جوش آوازیان قمریونکی بازیان چشمے جاری درخت پھلے پھولے عین قدرت باری عصر کا وقت اور وہ باغ سہانا سہانا آفتاب کا مانند دلبر حجلہ نشین کے کبھی منہہ دکھاتا اور کبھی پردۂ ابر مین چھپ جاتا کبھی بر رنگ تختہ صد برگ دھوپ نظر آتی اور کبھی سایہ کی طرح الوپ ہوجاتی ہر سمت گھٹا گھنگھور رچا نور و نکا شور میر حسن صدا قمر و قمری بلبلونکی کا وہ شور نہ دیکھون پہ نکلے مینڈرون پہ مور [illegible] سے دھکا ہوا ہو کے سبب باغ مہکا ہوا وہ کیلون سے اور مولسریونکے چھاون لگی جائیں آنکھین لٹکے جنکا بانون ایسے بہار کو وقت اس باغی عدل و حلم کو یعنی نادر کو وہ نادر باغ جو نظر آیا فورا یہہ خیال سرمین سمایا کہ آج یہین مقام ہو محفل نشاط با اہتمام ہو حکم ہوتے ہی خیمہ بپا ہوا بارگاہ ستواری گئی اسباب عیش مہیا ہوا ساقیان گل اندام صراحی و جام لیکر حاضر ہوئے نور بائی بھی بخت ناساز کا شکوہ کرتی ہوئی سازندون کے ہمراہ دف و نے لیکے مجرے کو آئی پھر تو محفل راگ رنگ کی ایسی جمی اور اس ستارہ جبین نے ایسا گایا کہ زہرہ کو فلک سے

نقل ۴۰

کسی راجہ کی تین رانیان تھیان مگر دونون سے جو بالی تھی وہ نہایت مہاسندرا اور بہولی بہالی تہی مہ نو اسکی تیغ ابرو کی آب و تاب دیکھ کے کٹ جاتا تھا اور خورشید اسکے گرمی حسن کے آگے سرد ہوکر تھرّاتا تھا فنسیم وہ نور کے صدقے مہر انور وہ رخ کے نہ ٹھہرے آنکھہ جسپر ؛ راجہ اس شمع رو پر پروانہ وار فدا تھا بلکہ بشدت فریفتہ و شیدا تھا باوجود حکم رانی کے اس رانی کی فرمان برداری مین روز و شب موجود تھا دوسری رانیونکی محبت کا نشان اسکے کشور دل مین نیست و نابود تھا وہ دونو رانیان اسے چھوٹی رانی پر مرتا دیکھ کے زہر کھاتے تھین آتش رشک سے ستیونکی طرح جیتی جی جلی جاتی تھین لا اعلم سنا تمنے عورت کو بہتر ہے سوت ؛ ولیکن نہ ہو سامنے اسکے سوت ؛ ایک شب راجہ نے بہویون کا ناچ کروایا غرض وہ پہلی ہی مو فارانے اور چھیل بتاؤ کا سانگ لائی جو گبرو چھیل بتاؤ کا سانگ لایا تھا ازبسکہ وہ طرحدار زرینی پوشاک مین جمکا جمکا یا تھا چھوٹی رانی کو نہایت بہایا اس نکیلی کے نوک مژہ اس مہ پارہ کی دل کے وار پار ہوئی

یاد دلائی کہ نقال کی نقل پھر کھو وہ بھولے پن سے بیان کرنے
لگی کہ کل رات کو ناچ مین جو چھیل بناو کا سانگ لایا تھا امیرانہ
لباس مین اسے دیکھ کے میرا جی لبھایا تھا جب اسنے اتنی بات
کہی بڑی سوت نے صندوق کو ٹھکورا مارا یعنے راجہ کو اشارہ کیا
خبر بھیر کہنے لگی کہ مین نے چیری کے ہاتھ اسکو گلوریان بھیجیان
اور بلوایا اسجگے پھر بڑی رانی نے راجہ کو جتایا دوسری بار
کے اشارے مین اسکے دل مین کچھ وہم گذرا کہنے لگی جب وہ آیا
اسکا میلا کچیلا دیکھ کے جی ہٹ گیا اس تخلّل پر پھر بڑی رانی
نے راجہ کو ہشیار کیا غرض تیسرے بار کے اشارہ مین تو اسنے
اپنی موت پہچانی یقین کامل ہوا کہ اس صندوق مین کچھ نہ کچھ
دشمنی کا اسرار ہے کاٹ کے میان مین تلوار ہے بڑی
سوت نے اسکو پوچھا کہ پھر کیا ہوا عیاری سے بولی کہ آنکھ
کھل گئی وہ حیرت زدہ ہوکر کہنے لگی کہ ابھی تو بیداری کا احوال بیان
کرتی تھین خواب کیونکر ہوا وہ کہنے لگی کہ تم کچھ خواب دیکھتی ہو بیداری
مین یہ بات غیر ممکن ہے رات نہین ابھی تو دن ہے ایسا اندھیر
ہو سکتا ہے کہ مین ایک ادنی بہروپیے پر فریفتہ ہو جاون اور
اسے گھر بلواون راجہ یہ سوال جواب سنکر چلایا کہ کل کل بکر

اتفاقاً ایک مسافر جہان دیدہ کا انکے وہان بسترا ہوا لیکن اسکی یہ حالت تھی کہ ہمیشہ بیخستہ حواس پریشان اداس رہتا تھا اگر کوئی اسکے وطن کا نام و نشان پوچھتا تھا تو یہ کہتا تھا ؎

شعر

مسکن کا پتا خانہ بدوشون سے نہ پوچھو
جس جا پہ گئے بیٹھ وہی وطن اپنا

نہ ونکو چین سے بیٹھتا نہ شبکو آرام سے سوتا ہمیشہ وہ شیفتہ جناب نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کے یہ اشعار پڑھ کر روتا ؎

شیفتہ

کب تجھکو خیال جبر اعزہ نہین
کب پارہ پارہ پیرہن چارہ جو نہین

کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
اے دل یہ یاد رکھیو کہ ہم مین تو نہین

ہے اشک لالہ گون بھی مین پہ اثر نہین
گریہ مین رنگ گیا ہو کہ دلمین لہو نہین

کیا جوش انتظار مین ہر سمت دور تک
بد نامیون سے ہائے گذر ایک سو نہین

بیتنگیون نے تیری یہ حالت تغیر کی
امید زندگی کی کبھو جستجو نہین

کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
اس گل پہ عشق مین جسمین محبت کی بو نہین

مفتی صاحب یہ بیکلی دیکھکے اس سے مخاطب ہوئے کہ اے عزیز یا تم کچھ اپنا حال پرملال بیان کرو وہ دل دادہ غم امادہ آہ سرد بھر کر یہ دوہا زبان پر لایا ؎

دوہا

ہمراہ چلو اور غریب خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زینت بخش کر کے مجھے سرفراز کرو غرض اُسنے اس لیاقت سے گفتگو کی کہ مَین اُسکے گھر جانے سے انکار کرنا انسانیت سے بعید جانا اسکے ہمراہ ہو لیا جب مکان پر پہنچا دروازہ پر بنگلہ تھا اسمین مجھے اُتارا اور یہ کہکے کہ آپ یہان تشریف رکھیگا بندہ حاضر ہوتا ہے محل مین گیا اسکا مکان بمرتبہ عالی شان خوش ترکیب نظر آیا دروازہ کے آگے چھڑکاو کیا ہوا بڑی بڑی فانوسین بلورین لٹکائی ہوئین کرسیان بچھی ہوئین بنگلی مین ایسا ستھرا قالین بچھا ہوا کہ مخمل اسکے روبرو پشم تھی ٹخنے تک پاؤن گڑے جاتے تھے چھت پر ستاروں کی چاندنی بندھی ہوئی اسکی کنار کو کناری لگی ہوئی ابرائی پر طرح طرح کے نوادر چینیان دھری ہوئین دیوار سے آئینہ وال سیدھ مجلسی گھڑیان لگی ہوئین ہر دیوار رنگین رشک گلزار بلور کے جھاڑ

بیشمار مؤلف

لگے تھے جا بجا بلور کے جھاڑ
تھے تو دیکھے مین یہ نور کے جھاڑ

بعد دو گھڑی کے ایک حبشی آکر کہنے لگا کہ ہمارے آقا نے تمہین یاد کیے ہین غرض وہ مجھے دیوان خانہ مین لے گیا وہ مکان بنگلی سے چار چند اعلی نظر آیا ؂

مؤلف

میرے پاس بیٹھا رہا اسنے اپنا مجھے اور مینے اپنا اسے احوال
کہا بعد ازان وہ ایک حبشی کو میری خدمت مین تعینات کرکے
محل مین گیا مین اپنے بستر پر جا کر سو رہا جب ماہتاب نہان اور
آفتاب عیان ہوا تشریف فرما ہو کر اسنے ناشتہ چائی قہوہ
قلیان منگوایا بعد فراغت کے کہنے لگا کہ اگر صاحب کی مرضی ہو تو
سیر کو چلیں مینے کہا ازین چہ بہتر اسنے سواری منگوائی جب سواری آئی
آئی تب مجھے اپنے ہمراہ سوار کرکے ہر کوچہ و بازار مین پھرنے لگا عجائب

شہر دیکھا ہو لف

بلندی پر جا شہر کے جون فرش چینی | افلاک اس جاگرے خاشاک جینی
صبا کا پاؤن پھسلے کیون نہ اس جائے | کہ جس پر سنگ مرمر فرش ہو جائے

مکانات وضع دار سجی مردونکی ہمت کے سے عالی باغیچے رشک
گلشن جنان فرشتے انمین مالی تالاب لبریز چشمے موج خیز
مسجدین دلکشا مدرسے جا بجا ہر ایک شخص راہ نیک پر ثابت
قدم ذکر خدا ہر ایک کے لب پر دمبدم ہر مرد آدمی لیئق شہر
چھوٹے بڑے سب خلیق شہر کو اور سب کنان شہر
دیکھکے طبیعت مسرور ہوئی کلفت دل دور ہوئی خوب سے
سیر کراکے پھر وہ مجھے گھر لے آیا دوسرے روز باہر لیجاکے

کرنے والونکو گھڑی بھر مین زندگی سے ہات دہونا پڑتا تھا چاہ

کرکو رین سونا پڑتا تھا جسوقت اسین گھٹ کا خیال آتا ہے قسم

ہے اس خالق بر و بحر کی جی ڈوبا جاتا ہے القصہ انمین سے ایک

گوہر بے بہا در سہا میری طبیعت الگئی اسکی چاہ میرے

زہر پانی پھر الگئی عشق مددگار ہوا بیڑا پار ہوا ॥ راسخ

دیکھ وہ رشک ماہ حور نژاد عشق نے آکے دی مبارکباد

اس بحر خوبی سے ہم کنار ہونے کا خیال سر مین سمایا خواجہ کی

نیازمانی یہ شعر زبان پر لایا ॥ تمنا

جو ابکی بار تمہا ملے تو منت ہے مین خواجہ خضر کے چھوڑون چراغ پانی مین

بہر حال افتان و خیزان گھر مین آیا تمام روز روتے کٹا شکوہ

بھی نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نالون سے ہمسایونکو بیچین کیا ॥ مومن

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا تھا زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

تمام شب اسکی زلف پریشان کا دھیان رہا یہ شعر ورد زبان

سینہ تھا، درد کا ورد زبان تھا ॥ شمیم

سینہ دل حسرتون سے چھا گیا بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

سحر کے تڑکے جو غلام میری تعینات تھا اسنے اپنی آقا کو میرے

حال سے مطلع کیا وہ آکر احوال پرسان ہوا مین جواب دیا ॥

سنایا ۔ شعر

وصل سے یہاں آج ہی ہے عید کل بھی عید تھی کیا شب فرقت
میں ظالم طول تھا ایک سال کا ۔ جب وہ پانی بھر کر اپنی گھر کے
طرف پھری میں نے دوڑ کر رومال اسکے کاندھے پر ڈال کر یہ شعر
پڑھا ۔ مؤلف

بے پردہ جو تو نے وہی دکھائی رومال ہے تیری رونمائی

وہ اپنے گھر گئی میں اپنے گھر آیا صاحب خانہ کو سب احوال کہہ
سنایا اسنے فرمایا کہ یہاں کا یہ رسم ہے کہ نا کتخدا لڑکیاں یہیں
گھٹ پر پیچ آب پانی بھرنے جاتیاں ہیں جسکو شادی کرنا
مطلوب ہوتا ہے وہ وہاں جاتا ہے سبکو نظر میں لاتا ہے
جو اسے پسند آتی ہے اسکے کاندھے پر رومال ڈال کر چلا آتا ہے
جب وہ لڑکی گھر میں جاکر اپنی ماباپ کو یہ بات ظاہر کرتے
ہیں اسکا باپ وہ رومال قاضی کو جاکر دیتا ہے قاضی منادی
پھرا کر اسکو بلا لیتا ہے اس لڑکے کا نکاح اسکے ساتھ
پڑھا دیتا ہے میں یہہ بات سنکر مرتبہ شاد ہوا منادی کا
منتظر حد سے زیادہ ہوا ۔ شعر

وعدہ وصل چوں شود نزدیک آتش عشق تیز تر گردد

ہوا کھاتی مین خانہ داماد ہوکر سسرال ہان رہا اسی نونہال
چمن حسن کے ساتھہ عیش عشرت مین مشغول ہوا نتیجہ امید
پھول ہوا بقول ولی

ولی

اثمرۂ گلشن جوانی ہے
اشنا نونہال سے ہونا

بعد کئی روز کے خسر صاحب کسی شخص کی میت کی خبر سنکر
مجھے اپنے ہمراہ لے گئے جاکے دیکھا تو وہان بڑا اژدحام
ہے شریعت پناہ کے روبرو جامع مسجد مین سیپارون کا
مقدمہ رکھا ہوا ہے مجمع مین عزو جل رہا ہے جو شخص آتا ہے بعد
طہارت کے مقدمہ مین سے سیپارہ لیکر مشغول تلاوت
ہوتا ہے ہم بہی علی ہذا القیاس سیپارہ پڑہنے لگے بعد
کئی دم کے ایک جوان پیرا مان خوش پوش مسجد مین آیا
پہلے اسنے سلام علیک کہہ کے وضو کیا نہایا بعد اسکے دوگانہ
تحیۃ المسجد کا پڑہ کے توبہ استغفار کیا کلمہ شہادت کا سبکے
روبرو پڑہ کے ایسا اظہار کیا کہ تم شاہد رہیو مین جہان سے
دین اسلام کے طریقہ پہ جاتا ہون وفات پاتا ہون یہ کہہ کے
ایک مصلے پہ لیٹا سوتے ہی رنگ زرد بدن سرد ہوگیا

قولہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۵

فاتحہ

فاتحہ پڑھے بعد اس زندۂ جاوید کے وارثوں سے مصافحہ کیا۔ اعظم اللہ اجورکم و غفر اللہ میتکم کہہ کے ہر ایک نے اپنا اپنا رستہ لیا یہہ واقعہ دیکھ کے میں نہایت حیران ہوا جب گھر آیا اپنے قبیلہ سے یہ احوال پوچھا اسنے سارا قصہ مجکو اسطرح کہہ سنایا کہ ہمارے شہر کا ہر باشندہ بہر حال خدا کا شکرگذار ہے کانتے تقدیر کی شکایت سے سبکو عار ہے ہر کعبۂ دل نور شمع ہدایت سے معمور ہے ظلمت کفر کا فور ہے سب کے سب خداترس اور غریب نواز ہیں مسافروں کے دمساز ہیں یہاں بنیاد بانیی شہر کی جیوں شہر رخاک ہے تنگی کا چور نظر نہیں آتا خشم جہان پاک ہے کبر غضب معدوم ہے حلم ادب کی دہوم ہے ۔ کسی کی بدی کرنا یہاں بڑا عیب ہے بلکہ غیبت کا نام غیب ہے ۔ شر سے سبکو بیر ہے ۔ ہر طرف خیر ہے ۔ سبکا ظاہر باطن یکسان صاف ہے حسد اور کدورت کی تکلیف معاف ہے ۔

لا اعلم

کفر نیست در طریقت ما کینہ داشتن ۔ آئین ماست سینہ چون آئینہ داشتن

فی الحقیقت ناسخ انسان سے انسان کو کینہ نہیں اچھا ۔ جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا ۔ اس نیک

من اطاع اللہ اطاعه کل شی

ہر خویش و بیگانہ سے رشتۂ الفت توڑ گھر بار سے منھ موڑ
مسجد جامع مین جاتا ہے ۔ اب اور احوال تو تو نے بچشم خود دیکھا
ہے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہین مین نے کہا عورت کی تجہیز
تکفین کا کیا طور ہے پردہ پوش کا مسجد مین جاکر وفات پانا عقل
مین نہین آتا ہے وہ بولی کہ جب کوئی عورت وصال پاتی ہے تب
قاضی اعلام پھرتا ہے کہ آج کوئی مرد گھر سے باہر نہ نکلے بعد منادی
کے سب عورتین برقع پوش مسجد جامع مین جمع ہوتین ہین قرآن
شریف کی تلاوت کا مشغلہ رہتا ہے کیونکہ یہان کوئی عورت
ناخواندہ نہین ہے ہر ایک علم و دین مین ممتاز ہے غرض وہ اجل گرفتہ
بھی اپنی مان بہنو کے ہمراہ وہان آتی ہین جسطرح مرد کا واقعہ ہوا تھا اسی
صورت سے وفات پاتین ہین ہم سب اسے گورغریبان مین
چھوڑ کر بعد فاتحہ و مصافحہ کے اپنے گھر چلی آتی ہین مین نے یہ عجیب
احوال سنکر انکا آئین بہت پسند کیا اسکو جواب دیا کہ کیون نہ ہو
جب یہان کے لوگ ایسے ولی صفت ہین تب تو انپر ہمیشہ فضل
پروردگار ہے ہر ایک شخص حوادث دہر سے محفوظ ہے خدا
اسکا مددگار ہے زمانہ کی پست و بلند کا یہان نام نشان نہین ہے
گویا وہ زمین نہین وہ آسمان نہین ہے ۔ القصہ مین اس پری

چشم گریان وہی گھٹا برسات کی ❁ مین بہ تقاضائے بشریت
اسکے نصیحت بھول کر بے رت بوندے گرنے کا شکوہ کرنے لگا
اس صالحہ نے یہ بات سنکر اپنا سر پیٹ لیا مجھ پر عتاب
کیا کہا افسوس صد افسوس مین یہ نہین جانتی تھی کہ تو بد اعتقاد ہے
خدا سے نہین ڈرتا ہے اسکی خدائی مین دخل کرتا ہے وہ حاکم مطلق
جو چاہے سو کرے بندے کو چاہئے کہ اسکی رضامندی کا دم
بھرے فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ بس آج سے مین
تیری عورت نہین تو میرا خاوند نہین یہ کہہ کے خفگی کی حالت مین
اٹھ کے چلی گئی میرا رنگ فق جگر شق ہوگیا طور ہوکے آزردہ
وہ جانی اٹھ گیا ❁ حیف لطف زندگانی اٹھ گیا ❁ جب کچھ نہ بن
آئی اس قدیم دوست کے پاس جو میرا محسن تھا روتا ہوا دوڑا گیا ❁
دربان کے ہاتھ خبر کہلائی اسنے اندر بلایا مین نے جاکر اسے اپنا حال
کہہ سنایا اسنے آنسو بہاکر جواب دیا کہ اب تیرے حق مین بہتر یہی
ہے کہ جلدی اس شہر سے نکل جا دیر نہ لگا کیونکہ تیری عورت نے
دار الشرع مین جاکر تیری نالش کی ہوگی قاضی ابھی تجھے ڈھونڈھوائیگا
اگر تو خدانخواستہ پکڑا جائے گا تو مشکل ہے یہ خوب سمجھ لے
کہ اب اس بحر خوبی سے ہمکنار ہوکر موجین مارنا تو در کنار مگر جینا

اپنی نظر جاتی ہے ؛ وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے سرگردان پریشان اس لیلی منش کے زلف کے سودے مین مجنون وار جنگل جنگل پہاڑ پہاڑ پھرتا ہوا یہان تک آن پہنچا ہون اسکی جدائی مین جو کچھہ میرے وپر گذرتا ہے سو کہان تک بیان کرون بہتر یہی ہے خاموش رہون بقول درد مصرع جو کچھہ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون ؛ مفتی جی اس آفت رسیدے دل طپیدے کی داستان الم سنکر آب دیدہ ہوئے ؛

لا اعلم

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے نکہت چشم سے زلف رسا سے

غرض کہئے اس جزیرہ کے لوگ نیک نیت خدا کی فرمان برداری جو بجا لاتے تھے کسیصورت تصدیع تکلیف نہین پلتے تھے خصوصاً پنج وقتہ نماز کہ اسکی بڑی برکت ہے

لا اعلم

سر نوشت واژگون را راست می سازد نماز ؛ نقش معکوس نگین از سجدہ می گردد درست ؛ نماز مسلمانی کی نشان ہے جناب رسالت مآب کا فرمان ہے ؛ حدیث

لا فرق بین المسلم والکافر الا الصلوات

نہین ہے فرق درمیان مسلمان اور کافر کے مگر نماز کا کیونکہ

جامی مرو بکعبہ کہ دل خانۂ خداست ؛ دل راطواف کن کہ عجب

جائے باصفاست ؛ مظلومونکی آہ سے حذر کیجئے محمد

حفیظ حیدرآبادی کے شعر پر نظر کیجئے ؛ **شعر**

دولہ ہو یا ہو کیا ہی شمشیر جنگ تو ؛ لیکن کسی غریب کی

ست بات کاٹنا ؛ غرض آدمی کو لازم ہے کہ جب قصّہ کہانی کی

سیر کرے اُس سے خواہ دین کا خواہ دنیا کا فایدہ اٹھاوے

اسپر عمل فرماوے انسانیت کا یہی مقتضی ہے والا تکلیف

بیجا ہے بقول جناب خاقانی ہند محمد ابراہیم صاحب **ذوق**

آدمیت اور شی ہے علم ہے کچھ اور چیز ؛ کتنا توتے کو پڑھایا

پر وہ حیوان ہی رہا ؛

نقل ۶

ایک عطر فروش گلزار عشق کا بمرتبہ ہوا خواہ تھا ؛ پیری پیکروں کے

فن فریب سے آگاہ تھا سر بازار ایک ٹہاٹ سے دوکان لگائے

بنے بنائے بیٹھا تھا مسند دوکان کو وہ قانع مسند شاہی جانتا تھا

اپنی جوانی اور عقلمندی پر نہایت مغرور تھا کسی کو نہین مانتا تھا

اتفاقاً ایک روز کچھ اسکے دلمین جوش جو آیا یہ مصرع لکھکر اپنی دوکان

کے تختی پر لگایا **مصرع**

پڑی پاپھیری بندہ کئی کلیجا تھامنے لگا ہکا بکا سا رہ گیا سر پیٹ پیٹ دہر کر رونے لگا ہوش حواس کھونے لگا جب اس فسون ساز شعبدہ باز کی باتون کا دھیان آتا تھا تو اتنا روتا تھا کہ بے ہوش ہوجاتا تھا سچ ہے جوان پری رویونکی سخن کا کہ حقیقت مین پیر ابد فروش ہین اعتبار کرے وہ گلی گلی دیوانہ ہوکر پھرے بقول

ولی

بہول کر مت نگاہ کی یہ شوخ چشمون کے
محبت انکی ہے ہو کا سلہ کے مانند

استاد

پری کی بات پہ اے دل دیوانے مت بنا
خدا کے واسطے کہہ بیٹھیو نہ آمنا

جس وقت یہ گل پیرہن اسیکو خود بہ رنگ بلبل فریفتہ کرنا چاہتی ہین اسوقت سر دست کف دست مین جنت بتاتی ہین ہرے بہرے باغ دکھاتی ہین وہ باغ باغ ہوجاتا ہے اور جب یہ شعلہ رو اپنی نام پہ جاتی ہین بے وفائی کو کام فرماتی ہین تو دل اس سوختہ اختر کا برنگ لالہ داغ داغ ہوجاتا ہے ہزار کاوش بے مزہ ہوکر کاٹی کھانا پڑتا ہے خون دل پی کر آنسو بہانا پڑتا ہے وہ گھر جو پہلے بہشت سے بہتر معلوم ہوتا ہے سو سوز الم مین جہنم ہوجاتا ہے سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے کیے کی سزا پاتا ہے خود کردہ را چہ علاج یہ باتین عجب پہ گذرین

دیتی تہین بار بار اسکے بلائین لیتی تہین ایک دن سرشام وہ خود کام پہر اس عطر فروش خود فراموش کے دکان پر آپہنچی اسنے اسے دور سے ہی دیکھہ کے غل مچایا نزدیک آئی تو بے تابانہ اسکے پانوپہ سر رکھہ کے یہ شعر زبانپہ لایا بقول شیخ ولی اللہ شاگرد سودا تخلص محب

شعر

تو اور تیری چاہ پوچہنا کیا ۔۔ صدقے تیرے واہ پوچھنا کیا

لا اعلم جھوٹی باتون کے سوا کچہ تمھین منظور بہی ہے ؞ کچھ لگاوٹ بہی ہے دہوکا بہی ہے چلبل وربہی ہے ؞ اس رشک زلیخا نے عطار کے سر کو مانند گل زیر پائے اپنے قدمون پر جو پایا ناک چڑہا کر بولی کہ کیون گھمنڈ آگے آیا تو تو مرد دانہ تھا مرغ وحشی کیطرح فریب کے پہندے مین کیون پہسا رو یا بہی تو تو کب رویا کہ جب ایک زمانہ اس کی حماقت پر ہنسا کہ کیا خبطی ہے لنگڑی لولی دلہن بیاہ لاتا ہے دام خرچ کرکے خواہ مخواہ خود کو دام بلا مین پہنساتا ہے اے بے وقوف ہر پیر جوان ہماری جادو سازی فریب بازی کا شاکی ہے عورت کے مکر سے بچے مرد کا فریب کب پیش جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ خود حق تعالی عورتو کے حق مین فرماتا ہے ؞

قولہ

اپنی گھر سدہاری وہ جمعہ کے روز اس استری کی تعلیم کے موافق استرے باندہ کر منہ اندھیرے قاضی کے محکمہ مین جا بیٹھا جب شریعت مآب برآمد ہوئے استرے درست کرنے لگا حضرت ششدر رہ گئے وہ ہات جوڑکر بولا کہ میری صلاح یہ ہے کہ حضور باہر کے حجام کے ہات اصلاح نہ بنوائین جب حجامت بنوانا درکار ہو بندہ کو بلائین امید ہے کہ آپ میرے ہنر پر نظر فرمائین وہ جون آئینہ حیرت زدہ ہو کر بولے کہ کیا تو مزین ہے اسنے جواب دیا جی حضرت بندہ ذات کا حجام ہے اور حجامت بنانا میرا کام وہ بولے کہ تو اب اس پیشہ سے ہات اٹھا اور اپنی ذات کا نام دل سے زبان تک نہ لاوہ کہنے لگا مخلص بنا ہا جب تک دم میں دم ہے تب تک یہ عاجز اپنی جد آبا کا کسب جون کسبت نہین ترک کریگا کیونکہ ذات چھپانا ملعون کا کام ہے چنانچہ حدیث پیمبر علیہ الصلوة والسلام ہے

لعنت اللہ علی داخل النسب وخارج النسب

غرض انھون نے اپنی لڑکی کی طلاق چاہی اسنے جواب دیا کہ مینے مبلغ خطیر خرچ کر کے دیدہ و دانستہ لنگڑی لولی نابینا عورت سے فقط اس لیے بیاہ کیا کہ آپکا داماد کہلاؤن اپنی جماعت کے چار بہائیون مین آبرو پاؤن والا نہ مجھے اس سے کچھ سروکار نہین ہے

کہانا کھلوایا چنگ رباب بجوایا رنگ رلیان منایا اُس جلسہ کا
بھی احوال کیا اپکو کسی نے نہیں کہہ سنایا اب یہ سمجھو کہ اللہ کا حکم جو تھا
سو ہوا قسمت کا بدا آگے آیا قاضی صاحب نے بھی دریافت کیے
کہ مہتاب جو داغ لگا سو لگا اب زیادہ قصہ بڑھاؤنگا تو اور رسوائی
ہوگی آخری تدبیر یہ ہے کہ جتنی اسکے مبلغ مخرج ہوئے ہین دئیے
دون اور اپنی لڑکی کی طلاق لون غرض جتنی دام تصرف ہوئی تہے
انسے دگنے اسنے قاضی صاحب سے لیے اور انہون نے بھی
ناکر دے فارغ خطی لیکر چھیڑا چھیڑایا عطار نے رہائی پاکر دوگانہ
شکرانہ کا ادا کیا سجدہ باری مین سر جھکایا اس عورت کی
عقلمندی پر غش غش کرکے یہ شعر زبان پہ لایا ناسخ

ہر بات سے ہے دوسری بات اسکے مخالف ۞ اقرار زبان ہے تو انکار سے لگے ہین ۞ پھر کسی عورت کے سخن کا اعتبار
نہ کیا عمر بھر عشق و عاشقی کا نام نہ لیا ۞ ناسخ

عشق بد ہے اے دل ناداں سمجھ ۞ یہہ سنا ہی ای دل ناداں سمجھ
ہو نہ رسوا جلد ترک عشق کر ۞ کیا نہ کہتا تھا یہ دل ناداں سمجھ ۞ عشق کی
رغبت جو دی تجھکو نہ سن ۞ بات رہتی ہے یہ دل ناداں سمجھ
قول ناسخ منع شغل عشق مین ۞ معتمد ہے اے دل ناداں سمجھ

جال سے بلائے ناگہانی سے اس آن وہان آن پہنچی از بسکہ
بومو ہات مین یہ قوم نہایت شوخ چشم اور بے شرم ہوتی
ہے عورت کو اندام نہانی چھپانے کے لیے پردہ چشم کے
موافق لتا ملا تو بس ہے زیادہ ضرور نہیں کچھ چھپانا انکا دستور
نہین اسیطور پردہ گھر بسی بے ننگ ننگی ندی مین جال پھینک کر
مچھلیان گھیرنے مین مصروف ہوئی جب کمر تک درمیان
پانی کے جا پہنچی ایک کیکڑا نہایت کڑانڈتا ہوا اسکے قریب
آپہنچا کہتے ہین اسکے پاؤن تو زیادہ ہوتے ہین مگر منہہ کے
قریب اسکے دو پاؤن جو زنبور کے صورت ہوتے ہین
انسے آدمی کے پاؤن مین یا ہات مین یا کسی جا ایسی چٹکی بھرتا ہے
کہ انسان تنگ ہوجاتا ہے دل کھول کے چلاتا ہے لوئی
زنبور سے اسکے پشت مین چٹکی نہ لے تو وہ اپنی چٹکی ہرگز نہ
چھوڑدے مگر مچھوون کو ہر بار زنبور کہان میسر سو وہ اپنی دانتو
سے اس موذی کی پشت مین چٹکی بھر کر رہائی پاتے ہین
القصہ اس کیکڑے نے اپنے دونو پاؤن سے اس مچھیاری
کے اینٹھی جا مین ایسی چٹکی بھری کے وہ آب آب ہوگئی
کنارے پر آکے بیتاب ہوگئی جب جھٹ پنچی کوئی کسان

اس

اس حکمت عملی سے انہیں رہائی دی ہر ایک نے اپنی راہ لی اس
مسافر نے ندی پر تماشا عجیب جو دیکھا بے اختیار ہنسا اسے
اپنی آشنا یاد آئی دل میں خیال کرنے لگا کہ اگر وہ نزدیک ہوتی
تو انھیں بلا لاتا یہ تماشا دکھاتا جیسا میں ہنسا ویسا انہیں
بھی ہنساتا پھر اسنے اپنی راہ لی بمبئی میں آکر یہ نقل اپنے دوستوں کے روبرو
بیان کی مطلب اس نقل سے یہ ہے کہ کئی صاحب لوگ فرماتے
ہیں کہ حکایتیں صرف جھوٹی حکایتیں ہوتی ہیں مگر بات تو یہ ہے
کہ اکثر سچی بھی باتیں ہوتی ہیں چنانچہ یہ نقل اسی بات پر دال ہے
جس مرد دانا نے یہ تماشا بچشم خود دیکھا ہے وہ شخص بمبئی میں زندہ
فی الحال ہے فقط

نقل ۸

ایک تاجر کی عورت بمرتبہ خوب رو زہرہ جبین ہلال ابرو تھی
سوداگر اس خوف سے کہ مبادا میں کہیں جاؤں اور یہ کسی غیر
مرد سے آشنا ہو نے بیٹھے اپنی عصمت کو کھو بیٹھے کاروبار
تجارت کا ترک کرکے خانہ نشین ہوا تھا ایک شب اس نے
وہ گلرو خلوت میں اختلاط کے وقت بولی کہ تم کس لئے
اپنے پیشہ سے دست بردار ہوئے ہو شاید فاقہ کشی کے

نفسانی اور وسوسۂ شیطانی دل سے ٹال سکتے تھے اتفاقاً
ایک روز کھڑکی میں پس چلمن بیٹھ کے رستہ کی سیر
کر رہی تھی اس اثنے میں ہوا جو آئی چلمن ہٹ گئی نظر ہٹ گئی مقابل
سے ایک جوان خوش رو ژولیدہ مو جوان پہنچا دو نو کی چار
آنکھیں ہو گئیں حیرت نے آئینہ دکھایا کچھ کا کچھ نظر آیا شعر
پہلے تو فقط شرم کی صورت نظر آئی ؛ پردہ جو گیا کھل تو قیامت
نظر آئی ؛ وہ چلمن تھام کے جھٹ وہاں سے سرک گئی
یہاں جنون کمر بان گیر ہوا زلف کے سودے میں دل خواہشمند
زنجیر ہوا سودائیوں کا سا حال بنایا مومن کا یہ شعر اس کا فر
ادا کو سنایا ؛
شعر
ابھی پردہ نشین نہ چھپ کہ تجھ سے ؛ پھر دل بھی یونہیں
چھپا لینگے ہم ؛ پھر تو ہر روز اسکی گلی میں پھیرے کھانے لگا
بلکہ گھر ہی کی تاک میں لگا اسے کھڑکی میں بیٹھے نہ پاتا تو یہ شعر زبان پہ
لاتا شعر تجھ ہی سے تجھے خبر ہے کہ اٹھ اٹھ رات کو
عاشق تیری گلی میں گئی بار ہو گیا ؛ ایک روز
وہ جوان بڑھیا کو جیسے ہر روز اس کمان ابرو کے
گھر میں سے نکلتے بیٹھتے دیکھتا تھا گوشہ میں بلا کر بعجز انکساری

ایک گولر کے درخت تلے جا نکلے دیکھا کہ گولر پختہ بے شمار ہین
شیرہ ٹپک رہا ہے مزیدار ہین یہ حضرات نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری
روح چاہے تو درخت پر چڑھ کے گرا دُن من بھر کے کھاؤ سیر ہو جاؤ
اس ابن آدم نے حضرت آدم کیطرح فریب کھایا اس گندم نما جو فروش
کے دم مین آیا بجائے گندم گولر کھانے کا اقرار کیا خانہ دلبر سے جیسے عشاق
جنت سمجھتے ہین نکالے جانے کا کار کیا نوش کرتے ہی فراغت کی
خواہش ہوئی وہ بولا جنگل موجود ہے منع کرنے والا کون نامرد
ہے اس احمق نے یہ سنتے ہی بستر خراب کیا وہ نازنین اسکے آغوش
سے نکل بھاگی بڑھیا پر عتاب کیا کہ کس ناپاک بدگل کو بلا لائی ہے
بلکہ عمداً گھر مین مصیبت اور بلا لائی ہے اگر اپنی بہبودی چاہتی ہے تو
شتاب اسے گھر سے نکال نجاست ٹال اسنے جو انکو نکال دیا
اسنے بصد خجالت پشیمانی اپنا رستہ لیا ادہر یہ پشیمان ادہر بڑھیا
دلمین حیران تھی کہ ایسے مرد معقول سے کیا حرکت نامعقول وقوع
مین آئی جس باعث مین نے بھی بیٹھے بٹھائے ناحق خجالت اٹھائی
کئی دن بعد راہ مین جو وہ ملا لعنت ملامت کرنے لگی کہ عجب
ناکردہ کار ناپاک ناہنجار تجہ سے یہ بڑی خطا ہوئی کہ بستر گل پر
نجاست خطا ہوئی وہ بولا تم سچ کہتے ہو لیکن اس روز

یہ لکھ کر باافراغت بستر پایا کیا دہول چھکڑ کا لبان کھا کر خود کو خفیف اور ہلاک کیا پھر اس گلرو کی گلی میں آنے کا نام نہ لیا رنڈی نے بھی غیر مرد سے آشنائی کرنے کی قسم کھائی بڑھیا نے خجالت اٹھائی تاسف کی جا ہے کہ شیطان بدتر جس سے کہ کوئی شخص بھلائی کی امید نہیں رکھتا ہے اسقدر امانت داری سے پیش آئے اور آدمی جو اشرف مخلوقات کہلاتا ہے

ان تؤدوا الامانات الی اھلھا

پاس دل سے بھلائی خاین دونو جہان میں بدنام ہے چنانچہ حدیث پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے

علامت المنافق ثلاثۃ اذا حدث کذب و اذا وعد خلف و اذا اؤتمن خان

نقل ۹

جناب خورشید رکاب نواب میر افضل الدین خانصاحب قمر الدولہ حشمت جنگ بہادر مرحوم کے دور میں اس شہر میں ایک جوان خوش قد رشک شمشاد تھا بزنگ سرو وہ سبز خط عشق گلوں سے آزاد

مولف

تھا نو گل باغ زندگانی	پایا نہ ثمرۂ جوانی

صفا اور باطن میں پریوں کا [illegible] آئینہ روئے جو ظاہر میں با [illegible] کرتی تھی ایک رنڈی [illegible] بن ٹھن کے سر سے پاؤں تک زیور سے [illegible] ایک رنڈی قبول صورت

[illegible]

دل حصول ہوئی مدارات مین مشغول ہوئی اسنے بموجب اسکی

کے سوچا کہ بھگویا ہے تواب مونڈا چاہیے اسکو خرچی کا کہنا تمام رات

یہین رہنا یہ بچار کر ملنے کا سوال کیا اسنے من ما نتے دام لیکر

بستر استراحت پر کھینچ لیا وہ بھیڑا دیوانہ وار اسکت لسنی لوٹنا

لیکن کچھہ فایدہ نہ ہوا وہ ہر وقت گھس جاتی تھی وہ کم طاقتی کے

سبب ٹہر نہین سکتا تھا شرم آتی تھی آخر اسی حیص بیص مین یہ خانہ خراب

ہوئی کہ اسکا ستون مرد بنیے کی چوٹی کیطرح خمیدہ ہو گیا یعنے

اعضائے تناسل سو گیا وہ کمان ابرو چلاتی یہ بیت زبان پہ لائی

نظم

کہنے لگی وہ کہ روگ کیا ہے ٭ درمان ہے کہ درد لا دوا ہے

وہ کہنے لگا کہ تو ذرا اپنے زبان کے ناخن لے ایسے بیہودہ

طعنے نہ دے القصہ تمام شب اس سے کچھہ بن نہ آئی فجر ہوتے ہی جوں

توں دامن جھٹک کر ہوا کھائی وہ استری تو دوستی کا دعوی فعل ان

سے رکھتی تھی اپنی کم ظرفی سے نہ باز آئی یہ بات اسکے

پیٹ مین نہ سمائی مثل مشہور ہے چھوٹی کٹھوری جلد ابل جاتی

ہے کسی واقف کار نے اس سے پوچھا کہ کل فلانہ شخص تیرے و ہان

رات رہا تھا ٭ بولی وہ کہ کہتے آتی ہے شرم

نظم

لیکن اسکے وطن سے نزدیک ایک شہر آباد تھا سوا اسکے
زور نے کشتی مین سوار ہو کر تری کی راہ سے اس شہر کا رستہ لیا
اسکی مان نے اسکے جانے کی خبر پا کر اس شہر کی بادشاہ بیگم پر
اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ ای ملکہ عالی تبار دلبر شہنشاہ گردون وقار
مین نے رستم کو ایک روز بر سبیل تذکرہ یہ سخن کہا کہ باریتعالی
تجھے عورتون کی سی دلیری نصیب کرے وہ یہہ بات سنکر
مجھہ سے رنجیدہ خاطر ہوا اور سہم کر ہمت چست کر کے آپکے
شہر کی طرف روانہ ہوا ہے اب یہہ عاجزہ امیدوار ہے کہ
آپ اسے اپنا کر تب کر بتلاؤ عورتونکی دلیری کا مقر بناؤ ۔
شہزادی کی خدمت مین جب نامہ پہنچا رستم کو ڈھونڈوایا
سراغ ملا تو یہہ کہلا یا کہ مجھے ایک مدت مدید سے تیرا انتظار
تھا تیرے نام نامی کا ورد لیل و نہار تھا تیری شہرت سنکر نا
دیدہ مبتلا تھی ورد وظیفہ مین ملاقات ہونی کی دعا تھی اسی ورد
کی برکت سے تیرا یہان ورود ہوا غم مفارقت مفقود ہوا اسوقت
جہان پناہ شکارگاہ مین تشریف لے گئے ہین اگر اپنی بہبودی
چاہتا ہے تو جلد آ اپنی صورت دکھا جب ماما نے رستم کو
شہزادی کا پیام کہہ سنایا وہ بادشاہی محل مین چوری سے

بگڑ جاتا ہے یہہ وہی مثل ہے چوری کو کتوال کی خواب گہہ تک
پہنچ جانا اور نرسنگہ بجانا گویا فتنہ جگانا ہے غرض وہ برداشتہ
خاطر شہزادی کی زبردستی سے کھیلنے تو بیٹھا لیکن ہوش
داؤ دیتے جاتے تھے ابھی بازی تمام نہین ہوئی تھی کے بازی بگڑ گئی
یعنی ایک خواص نیک خواص نے آکر عرض کی کہ ملکۂ عالم آپ بیفکری
کے عالم مین کیا بیٹھے ہین

حضور کی سواری عنقریب آ پہنچی جواب دیا
کہ آنے دو یہہ بات سنکر رستم کا رنگ زرد بدن سرد ہو گیا
میدان ہو کر ڈرتا ہے اسنے کہا خوف کیون نہ کرون مین اسوقت
نہتا ہون اگر وہ تاج بخش آکر مجھے ایہی جائے پر دیکھ پائیگا تو چیرے
ٹکڑے سے پیش آئیگا خیر پہر تو اتر خبر آئی کہ جہان پناہ محل مین برآمد ہوئے
حاجیون کی نوا نرسنگہے اور ڈنکے کی صدا سنکر پہلوان کے پہلو
مین دل دہڑکنے لگا بھیانک ہو کر شہزادی کا منہہ تکنے لگا
ملکہ نے دوبارہ تسلّی دی لیکن اسنے اسکے دل مین کچھہ تاثیر نہ کی

مصرع

دی تسلّی تو پر ایسی کہ تسلّی نہ ہوئی ۔ اتنے مین ایک اور ستارا
دوڑتی آئی یہہ خبر لائی کہ ظلّ سبحانی یہان تشریف لاتے ہین چہوٹ

جبھی تو کیا ہار مرد انکالی سو اسی لیے بادشاہ نے کھیان کا
بین لیتے ہی بیگم کے منہ سے فراموشی سنکر خیال کیا کہ بیٹے
کے دیتے بڑے ہنس کر یہہ بات زبانپہ لائے کہ تمنے شرط
جیتنے کے لئے کیا کیا نہ فریب ملائے غرض بعد دو ایک گھڑی
کے بادشاہ وہان سے تشریف لے گئے ملکہ نے دولاب جو کھولا
تو رستم کو بیہوش پڑا پایا گلاب پاش منگا کر اسپر یہان
تک گلاب چھڑکا کہ وہ بادل صد پاش ہوش مین آیا باہر نکال
کر کہنے لگی کہ اجی رستم ہم سنتے تھے کہ تو بڑا مست زن صف
شکن جوان مرد دلیر شیر ونکا شیر ہے لیکن یہہ بات جھوٹ
نظر آئی ہمنے اپنی دلیری تجھ سے بڑہ کر پائی تیری مان نے تجھ
سے کہا تھا کہ واوردا وارث تجھے عورت کی سی دلیری نصیب
کرے تو اسی دعا کو سب اپ تجھ کو یہان رعشہ آیا اسی
ہمین عبرتیہ جیسا پایا الحمد للہ ہمنے اسکے لکھے کے موافق تجھے قابل
کیا عورتونکا حوصلہ بنا دیا والا نہ مین تجھ سے کچھ سروکار نہین
رکھتی ہون یہان تک تجھکو بار پایا بہت دور تھا لیکن میرے
نزدیک عورتون کے نزدیک سے تجھے آگا کرنا ضرور تھا
اب اپنے وطن شتاب جا ان کے پاؤن چوم آنکھون سے

اسکی صورت مہیب دیکھ کر ڈرنے لگا خوف کے مارے
مرنے لگا اسے جن نے اسے دبا کر اپنا ادب دبا تبا کر یہہ سوال
کیا کہ معشوقہ کی کونسی چیز دل لیجاتی ہے مصیبت جان پر لاتی ہے
اسنے سوچا کہ اگر اسکی مرضی کے خلاف نقشہ کھونگا تو نقشہ بگڑ
جائیگا انکھین کھونگا تو آنکھین دکھائیگا بھوین کھونگا تو چین ابرو ہوگا
سہی قدی کھونگا تو قیامت جان پر لائیگا اور اگر دہن کھونگا تو شراب
کی دہن مین تنگ ہوکر منہہ بنائیگا بلکل بگڑ جائیگا مین منہہ کی کھاونگا
جواب ناشایستہ دینے کا مزا پاونگا اگر زلف دست یا کھو
گا تو ہاتھا پائی پر آئے گا زندگی سے ہاتھ دہونا پڑیگا پاون پھیلا کر
گور مین سونا پڑے گا اگر غمزہ کھونگا تو غمزدہ ہوکر اذیت دیگا اگر
ناک کھونگا تو یہہ صورت ہولناک بنا کر دم ناک مین لائے گا
یہہ سب سوچ بچار کر اسنے جواب دیا کہ معشوق کی جو چیز عاشق کو
بھائے وہ دل لیجائے اوسنے یہہ بات سنکر آنسو بہائے
سنئے بادشاہ کو شاباشی دیکر بولا کہ میرے سوال کا جواب
یہی تھا جو تونے دیا الحمد للہ بعد مدت مدید کے مطلب میرا حاصل
ہوا کل دوپہر کے وقت فلانے محلے مین تو آئیو فلانے بھاڑ جھونجے
کی دوکان کے مقابل جو خس خاشاک کا ٹیلا ہے اسمین جائے مین ٭

بادشاہ نے جسکو اس جن کا احوال کہہ کے ہمراہ لایا تھا وہ
ڈرنے لگا بہرحال بادشاہ کے ہمت بندہانے سے بغور نظارہ
کرنے لگے اتنے میں ایک خام پارہ شعلۂ آفت کا شرارہ اسا
بھاڑ بھونجے کی دکان سے نکل کر ایک توکرا خاک کا بڑے نخرے
سے لے موئے داڑہی جلے کہہ کے اسپر ڈال گئی گویا پیٹ
کی آگ نکال گئی یہہ تماشا دیکہہ کے بادشاہ نے سواری اپنی
محل کی طرف پھیری دیوان خاص میں پہنچ کر جلوس فرمایا بعد ازان
خاصہ نوش کیا شبکو جب خواب غفلت نے اسکو بیہوش
کیا بڑی رات کو اس جن نے آکر اسکو جگایا یہہ فقرہ زبانپہ لایا کہ وہ
اچھال چھکا لے موئے داڑہی جلے کہہ کے ایک تپاک سے مجھپہ
خاک پھینک جاتی ہے اسکی اتنی بات میں مرتا ہون دکھہ کے
دان بھرتا ہون یہہ کہہ کے وہ غایب ہوگیا بادشاہ سوگیا جب
شب کالی بلا کی صورت ماہتاب کا مجمر سرپر لیے اخترون کے
سے انگارے اچھالتی ہوئی چھلاوا ہوگئی اور افریت شعلہ دہن آفتاب
ہو چرخ چہارم سے نکل کر جہان کے سرپر سایہ افگن ہوا یعنی
رات گئی دن ہوا تب اس فرمان روا نے خواب سے بیدار ہوکر
پہلے منہہ ہات دہویا ناشتہ کیا بعد ازان تخت پر جا بیٹھا امیرون

زتن بوباکند تصویر گلہائے نہالی را ٭ بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را ٭ مگر وہ جیسی کہ خوب صورت تھی ویسی ہی نیک سیرت صاحب عصمت تھی الحاصل اسکے محلے مین کسی فقیر کا تکیہ تھا وہ اسکی خوبی پر جان دیتا تھا جب گدائی کو جاتا اور وہ روٹی دینے آتی تھی تو اسکی بلائین لے لیتا اور کہتا تھا حفیظ

رشک گل ہے نہ فقط پیرہن سرخ تیرا ٭ غنچۂ باغ جنان ہے دہن سرخ تیرا ٭ جلوۂ شمع کی فانوس جایل ہووے کوئی چھپتا ہے قبلے سے بدن سرخ تیرا ٭ وہ گھر مین گھس جاتی تو گھبرا ٹاتا امیدانہ میر تقی کا شعر لب پر لاتا میر فقیرانہ آئے صدا کر چلے ٭ بھلا خوش رہو ہم دعا کر چلے ٭ لیکن وہ صاحب عصمت تو بمرتبہ رضائے الٰہی کی طلب گار شوہر کی فرمان بردار تہی آخر اسنے تنگ ہو کر اس فقیر واہی تباہی کی بدنگاہی اپنے خاوند کے روبرو بیان کی وہ اس شعلہ روسے اسکی شرارت کا حال سنکر آگ ہو گیا عورت نے کہا کہ اگر آپ تیغ سے اس سوختہ اختر کو تم ٹھنڈا کرو گے تو تمہاری ہماری آبرو پانی ہو گی اس سوانح کی گفت شنید خلق اللہ کے لئے گویا کہانی ہو گی بحکم العجلۃ من الشیطان والرحمۃ من الرحمن تعجیل کو

لیے جاے ڈھونڈے تو تو کہیو کہ میرے وہان کوئی کسی جگہے نہین
کہ مین چھپاؤن مگر آج عصر کے وقت گھوڑیکا بچھیرا مر گیا تھا سو مینے
اُسے کم اصل کے حوالے کیا تم ایک کام کرو ایک کمل اوڑھ کر اسکے
جاے پر اپنے دونو ہات زمین پر ٹیک کر ہو بہو جانور کیطور
کھڑے ہو رہو جب میرے شوہر کی آنکھ لگ جاویگی تب مین
اس فرصت کو غنیمت جان کر تمھین گھر سے نکال دونگی گویا اپنے
سر سے مصیبت ٹال دونگی وہ بیچارہ یہہ بات قبول کریگا پھر
مین جو مناسب جانونگا سو کرونگا یہہ کہکے وہ سپاہی فقیر کے
پاس جا کر کہنے لگا کہ مین سرکار کے کام کے لیئے فلانے گاؤن
جاتا ہون تم ذرا گھر کے طرف سے ہشیار رہنا وہ تو آشنا تھا
ہی تھا کہنے لگا کہ بابا بیفکر رہیو گھر بار وہ حافظ حقیقی سنبھا
لنے والا ہے غرض سپاہی اسکی تسلی تشفی کرکے روانہ ہوا

لااعلم

کہتی

جاتی ہے صبا اب گل کا خدا حافظ | صیاد بھی پھرتا ہے بلبل کا خدا حافظ
وہ مست جو پھرتا ہے لے ہات مین پیمانہ | ساقی تیرے شیشہ کا اور مل کا خدا حافظ

وہ فقیر فرط شوق کا مارا دن دیے ہات مین تُقرا لیکر اسکے دروازہ
پر جا پہنچا اپنے بھلے برے کا کچھ نہ خیال کیا چوکھٹ باہر سے سوال

ہات سے جو حقیقت مین بیرحم قصائی ہے چھری کٹاری کیے
بن نہین رہیگا میری جان بچا قصہ مختصر بچھڑے کے نہال
پر جانوروں کی طرح وہ واژگون بخت دونو ہات زمین پر ٹیک
کے اوندہا ہو ل رہا عورت نے ایک سیاہ کمل اسپر ڈال
کر خاوند کو گھر مین لیا اسنے آتے ہی اپنا رعب بتلانے کے لئے
عورت پر عتاب کیا کہ کواڑ کھولنے مین اتنی تاخیر کیون کی
وہ بولی کہ مین سو رہی تھی لیکن ❁

مصرع

تم اپنی کھو ہماری کیا ہے ❁ یہہ تو کھو کہ تم گاؤن گئے کیا لائے
کیا تو ہی شل ہے پانسو کوس کا جانا کیا یہہ گیا اور یہہ آیا وہ بولا
کہ سرکار نے جس شخص کی تعینات کرکے مجھے بھیجا تھا اسکا
آج جانا نہین ہوا کل جائیگا پھر اسکا ہات پکڑ کے پلنگ پر کھینچا

حسن

پکڑ ہات مسند پہ کھینچا اسے ❁ محبت کے رشتے سے اینچا اسے

اس سبز رنگ نے انکار کیا یہہ جواب دیا نورجہان
بظاہرم منگر گرچہ در نظر سبزم ❁ ولے چون برگ حنا
باطنم پر از خون ست ❁ وہ بولا آج جو ہو سو ہو تجھ سے
ہم بستر ہوئے بن نہین رہونگا عورت بولی یہہ بات عقل سے

وہ تو اسپر جھنجلا ہی رہا تھا علاوہ یہہ سخن گویا اسکو تازیانہ ہوا اچھل کر بولا کہ او منہہ زور چپار تک کیون بلتا ہے تو غازی مرد سے بے ادبی کرنے نہین چوکتا تیرے گھر کی کیا کھپائی کرین ناحق لپنے خون دل کو کیون پانی کرین اپنی اگاڑی پچھاڑی آپ سنبھال وہ بولا کمیت ہن سنے تجھے بیجائی کا چارجامہ اوڑا یا جیسا تونے کیا ویسا پایا فقیر نے یہہ بات سنکر سر اٹھایا لشکری اپنے گھر چلا آیا سچ ہے کور احسان جہان مین بد نام ہے اسکی پختگی خام ہے اسکا وبدعا انصاف بند ہوجاتا ہے سچ تو یہہ ہے کہ خود باریتعالی کلام مجید مین قولہ تعالی

جزاء الاحسان الی الاحسان فرماتا ہے

انتہی

نقل

ایک بادشاہ عالی جاہ بمرتبہ شکار دوست تھا ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اپنی نخچیر گاہ سے مع وزیر خوش تدبیر ہرن کے پیچھے رہوار ڈپٹائے بہت دور نکل گیا جب ہرن بادشاہ کے نشانہ راحت کے موافق ہرن ہوگیا وہ مایوس گرفتار رنج

دور ہے معلوم ہوا کہ پھر پانی اپنی قسمت ہے یہہ کہہ کے دونون گھوڑے
دوڑائے جب اس دہقون کے عقریب جا پہنچے گنّے کا کھیت
نظر آیا اسکے اندر گئے تو دیکھا کہ ایک الاو سلگا ہوا ہے اور
اسکے کنارے ایک شکرلب نہایت حسین غیرت شیرین
بیٹھی ہوئی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ تو کسکی لڑکی ہے وہ بولی اس
ایکھ کے مالک کی اسنے کہا ایک کسکا ہے لڑکی نے جواب دیا
کہ جسکے یہین ہون اسکا یہہ ایکھ ہے بادشاہ نے کہا تو کسکی
لڑکی ہے وہ بولی جسکا یہہ ایکھ ہے اسکی بادشاہ نے نہایت
دنگ ہوکر فرمایا کہ اے پیاری جب تو بادشاہ سہی کہ عقد شرعی
کرکے تجھے اپنے تحت تصرف مین لاون اور جیسا تونے مجھے
عذب ذب جواب دیا ہے ویسی ہی تجھے عذب ذب گلریز سی
جلتی چھوتی سناون وہ مہتاب رو بولی کہ مین بھی جب پٹیل کی لڑکی
سچ تیرے لطفے سے لڑکا جنون تو ایسا لڑکا جنون کہ وہ
تیرے پاس اگر تیرا دم ناک مین لائے دہولین مارکر آٹا پسوائے
بادشاہ یہہ کلمہ سنکے حالت غضب مین طرف قریہ کے
کہ اس کھیت سے نزدیک تھا روانہ ہوا جب مع وزیر گاؤن
کے تہانک پر جا پہنچا کسی گنوار کے ہات پٹیل کو بلوایا وہ نذرانہ

کہ اسی شب بادشاہ کے نطفے نے اُس بیرحم کے رحم مین قرار پایا کیا کرایا آگے آیا رات بھر بادشاہ نے ... مین کیا سحر کے تڑکے وزیر کو ہمراہ لیکے اپنے شہر کا رستہ لیا اپنے مکان عالی شان مین پہنچے بعد خبر نے اپنے ... کو اُسی گانو کا جس کا وہ پٹیل تھا بخشش نامہ لکھکر بھیج دیا پھر اُس عورت اور بستر کا بھولے سے بھی کبھی نام نہ لیا اور وہان جب نو ماہ پورے ہوئے تب اُس دہقان زادی کی کشت امید سے ایک نونہال صاحب جمال وجود مین آیا پٹیل نے باغ باغ ہوکر سجدہ باری مین سر جھکایا وہان نجومی تو کہان میسر مگر قاضی کی صلاح سے بادشاہ نے جو اپنا نام تینہ ہوشن بتلایا تھا اسلیے اُس لڑکے کا نام ہوشن رکھا بعد بسم اللہ کے شہر سے ایک معلم بلاکے اُس پاس اُسے پڑھنے بٹھایا پانچ چھہ برس کے عرصہ مین وہ لکھہ پڑھ کر قابل ہوا فن سپہگیری پہلوانی گھوڑے کی سواری وغیرہ ہر فن مین اُسکو کمال حاصل ہوا اپنے ہمسنون پر سدا غالب رہتا تھا وہ اُسکے روبرو سر نہ اٹھاتے تھے اُسکی ذکاوت طبع دیکھ کے دنگ ہو جاتے تھے جب عمر اُسکی بارہ برس کی ہوئی ایک شب اُسکی مانکو چھپر کھٹ پر لیتے لیٹے جو اپنا خاوند یاد آیا آنکھون سے دریا بہایا

اسنے دلمین گرہ باندہ کے مجھے عقد مین لایا رات کے رات یہان رہ کے علی الصباح اُسنے اپنے شہر کا رستہ لیا موافق اپنے قول کے اتنک بھولے سے بھی مجھکو یاد نہ کیا اگر تجھے کچھ غیرت ہے تو میرے قول کو بھی عمل مین لا اپنا جوہر اسکو بتلا اسنے کہا انشاء اللہ تعالی مین صبح دم اپنے باپ پاس جاونگا تمہارے سخن کو عمل مین لاونگا من مانا تمہارا بدلا لونگا بات بات مین اسے عاجز کرونگا ؎

لا اعلم

زبان زبان سے لڑے اور وہان دشمن سے لڑے ؎ یہہ بندہ وہ ہے کہ جا کر فرشتہ خان سے لڑے ؎ یہہ کہکر رات بہر سو رہا تجھے تڑکے مصلحت بنکے گھوڑے پر سوار ہو سب سے رخصت ہو شہر کی طرف گرم رفتار ہوا راہ مین ایک بڑھیا دہی ڈہی لیکے جاتی تھی اُس سے دو چار ہوا وہ بولی کہ میان سپاہی کسطرف جاتے ہو اسنے کہا فلانے شہر وہ کہنے لگی مین بھی وہان ہی جاتی ہون کچھ ایسی بات کہو کہ بوجھ گھٹ جائے منزل کٹ جائے اسنے کہا تم میرے گھوڑے سے بہت دور دور پیچھے چلتی ہو اگر نزدیک آؤ تو ایک حکایت کہہ سناؤن وہ یہہ سنکے نزدیک آئی اسنے تلوار کے قبضے کی ٹھیس ایسی ماری کہ دہی ڈہی اسکے

مصرع

شنیدہ کی بود مانند دیدہ

اگر آنکھون سے دیکھا تو گویا سب اپنا ممنون فرماوے شہزادہ
نے اچھا کہہ کے گھوڑے سے اتر پڑا دو چار گھاس کی پولیان
ہاتھ مین لیکر اسپر چقماق سے آگ جھاڑی جب اسکا شعلہ
سربلند ہوا اُسمین سوختہ اختر کی چھپر سلگا دیا اسکے پیٹ مین
آگ لگی واویلا کرنے لگا جب یہ شعلہ جوالہ شرر افشان ہوا
تو سرگرم فریاد فغان ہی خلقت خدا جمع ہوگئی پولس کے سپاہی نے
نرسنگھا بجایا سپاہی دوڑے آئے بنسلے آئے پانی
سے بجھاوین بجھاوین تب تک تو اسکا سارا مکان جل کر
خاک سیاہ ہوگیا وہ غریب ناحق بیٹھے بٹھائے تباہ ہوگیا
سارو ند کے سپاہی باورچی کے کہنے سے ہوش ربا کو کوتوال
پاس لے چلے دہی والی اور رہبان کو ساتھ لیا جب عسس کی
خدمت مین پہنچ کر رپٹ گذرانی اسنے تینون دادخواہون کو
رخصت کیا مدعا علیہ کو زندان مین لیجانے کا سپاہیون کو
حکم دیا شہزادے بولا کہ تجھے مقدمہ فیصل کرنا ہے تو ابھی فیصل کر
نہین تو جدہر میرا دل چاہیگا ادہر چلا جاؤنگا برتے رستم خان کے

اور فی الحقیقت وہ کچھہ شی نہین ہی ایک آدمی کی کیا بساط
ہی اگر حضور موفور السرور کا حکم ہو تو مین اسکو بات مین بات
کرون گرفتار طوق و سلاسل یا لگون بات کرون لا اعلم
ایک عاجز ہی چار کے آگے بھوت بھاگے ہی مار کے آگے
فقط پروانگی لینے کے لئے بہ وقت منصدع خدمت ہوا ہون
اسے در دولت پر حاضر کیا ہون اب اسکے حق مین جو حکم ہو
سو عمل مین آوے سبکو اپنی پشانی نے روبرو بلایا ہوش ربا کے طرف
چشم غضب سے دیکھہ کر کہا کہ تو نے ناحق ان غریبون کو کیون
ستایا اسنے جواب دیا کہ آپ اوّل ان دادخواہون کی زبانی
سن لیجئے پھر مجھہ پر عتاب کیجئے پہلے دہی والی بولی کہ یہہ جب
مجھے راہ مین ملا مین نے اسکو پوچھا کہ میان سپاہی تم اپنا
مسکن ماوا چھوڑ کر کسطرف جاتے ہو اسنے اسی شہر کا نام
لیا مین نے کہی کہ کچھہ ایسی بات کہو کہ بوجھ گھٹ جائے منزل
کٹ جائے یہہ سنکر اس دہی جلے نے تلوار کے قبضے سے
دہی دی توڑ ڈالی امیدوار ہون کہ یہہ مجھہ غریب کے ستانے
کی سزا پاوے اسکے دانت ایسے کھٹے کرو کہ اسکو اپنی
چھٹی کا دودھ یاد آوے بادشاہ نے کہا کہ سن اسنے تیری

بس آتش افروز میری تو پوری ہے خانہ ویرانی گو کہ ہے فی الحقیقت
یہہ بڑا ظالم ہے جسدم یہہ زروے گدوزمند میرے بیٹھکے سرا مین
آیا مین نے اسے عزت دار آدمی سمجھکر دور سے سلام کیا نزدیک
جاکر یہہ کلام کیا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا اسنے کہا کہ لنکا سے چلا آتا
ہون مین نے کہا کہ لنکا کہان ہے اسنے کہا اسکا تجہے حال کہو سناؤن
یا آنکھون سے دکھاؤن مین نے کہا سننے سے دیکھنا اولا ہے یہہ
بات سنکر اسنے میرا گھر پھونک دیا مجھکو خراب خستہ کیا ۔ شد

مصرع

کباب دل میرا اسکے ہاتون تکہ بوٹی ہے

آپکی رائے سعادت پیرائے سے توقع ہے کہ یہہ شہر اپنی شرارت
کی یاداشت پاوے سرزوری سے ہات اٹھاوے
بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے کہنے سے اسنے تیرا گھر جلایا
آتش بازیکا تماشا دکہایا لنکا بھی دیکھا اور گھر بھی بچایا یہہ
وہی مثل ہے گڑ کہاتا اور گلگلونکا پرہیز کرتا یہہ بات سنکر
باورچی دم بخت ہوگیا بادشاہ نے اسکو رخصت کیا شہ
زادہ نے یہہ فقرہ زبانپر لاکے اپنا رستہ لیا کہ ہوش ربا تیز ہوش
کے شہر مین آیا ہے ٹہک جائیگا پر ٹہگوانہ ہوگا بادشاہ کی

ہات مین رکھہ دین وہ بلائین لیکر کھنے لگی کہ بیٹا ڈر نہین مین اپنی
جان جانے دونگی پر دلکی بات زبان تک نہ آنے دونگی پھر
کچھ کر خوشی خوشی کھانا پکاکر شہزادہ کو کھلایا اسنے کھا کر
پانی پیا خدا کا شکر کیا پھر یہہ اپنا معمول رکھا کہ ہر روز دار عدالت
مین جاتا بادشاہ کو آداب بجا کر ایک گوشہ مین مقدمونکا
احوال سنتا عصر کے وقت اپنے گھر چلا آتا تھوڑے دنون
بعد ایکبار وہ آدہی رات کے وقت گھر سے نکلا بہزار تدبیر کمند
لگا کر بادشاہ کی خوابگہہ تک جا پہنچا نگہبانون کو غافل پا کر
اسنے تاج خسروی چرایا دبے پاؤن باہر نکل کر نہایت چالاکی
سے جسطرح بالاخانہ پر چڑھا تھا اسیطرح کمند کے آسرے سے
نیچے اتر آیا گھر آکر پہلے تاج چھپا دیا پھر لیٹنے آرام کیا جب دم دزد
شب نے اپنا منہہ چھپایا اور عامل روز فال کا دایرہ لیکے غار مشرق
سے نکل آیا ش

نصیحت

چرائی چادر مہتاب مشک شب نے جبھی تو پھر
کہ دوڑا صبح و دوڑنے لگا خورشید گرد و تن

شہر مین ایک تہلکہ برپا ہوا ڈہنڈورا پھرنے لگا کہ بادشاہ
کا تاج مرصع راتکو چوری گیا ہے جو چور کو پکڑ لائے گا وہ ہزار مہرین

ہو گیا جب اس کشتۂ حسرت کو ہوش ربا کا چہرہ نہ نظر آیا یہہ
شعر لب پر لایا

ناسخ

توڑے آنکھیں چھپ لیں جہان کام آخر گیا ــ طایر جان پائے بند رشتۂ نظارہ تھا

مکان میں آکر اسنے نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا درباری کپڑے اتار کر شب
گشت کے کپڑے پہن لئے پاؤن اسیں وہ وان کے کوچہ کا رستہ
لیا تمام شب اس گلی میں گشت کرتا رہا اس گل مقصود کو اپنی آواز
سنانے کے واسطے بار بار ناحق سپاہیون کو پکارتا بجائے
پاسبان آپ ہی للکارتا تھا ــ

میر حسن

بے وجہہ تو نہیں جب حسن اس گلی میں زور شور ــ کرتا ہے ترا ہر ایک سے باتیں پکار کر ــ

جب صبح کاذب کا اجالا ہوا اس عاشق صادق نے
اپنے محل کا راستہ لیا گھڑی دو گھڑی آرام کیا جب دربار کو آیا
ہوش ربا نے اسے اشارہ سے بلایا وہ خوش ہو کر اسکے نزدیک
آبیٹھا اپنا اضطراب دل بیان کیا اسنے سنکر جواب دیا کہ حال
مین ایک تاجر زادہ کی مطیع ہون اگر تم میرے سے ہمیشہ دوستی
نباہو تو اسکی اطاعت سے ہاتھ اٹھاؤن والا نہ ایک روز کی
آشنائی کے واسطے اپنے جامۂ وفا کو دھبا لگاؤن ــ

کہ جناب عالی آج ایک شراب خوار خراب و خوار جہان کے شہدے
لچون سے نرالا جسکی ناک کٹی ہوئی منہہ کالا بایں خلقت فلانے
محلّے مین فلانی جاے بے سُدہ پڑا ہوا تھا سو بندا سے اٹھوا لایا ہے
اب جو آپکا حکم ہو سو عمل مین آوے اسنے کہا کہ رات کے رات اسے
جیل خانہ مین محبوس رکھو دربار جانے وقت مین اسے اپنے ہمراہ لیا
جاونگا غرض عملدار و پر کا حکم عمل مین لایا کتوال کو سپاہیونکے ہمراہ
بندیخانہ مین بھجوایا فجر کو وزیر خوش تدبیر نے دربار جاتے وقت
دو آدمی پیشتر یہہ کہہ کے دوڑاے کہ تم جلد اس میخوار کو دار
عدالت مین لیگئے آو جب وہ اسے لیکے حاضر ہوے تو اسنے
بات باندھ کے یہہ سب احوال گذارش کیا بادشاہ اس مد
ہوش خود فراموش کی صورت دیکھ کے بڑی دیر تک حیران
رہا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا کوئی بولا یہہ مدہوش کشتۂ چشم
ساقی ہے خنجر مژہ کا کاٹ منہہ پر باقی ہے کسی نے کہا یہہ مخمور
مے ناک نہین ہے کوئی بولا اسکے منہہ پر ناک نہین ہے ایک نے
کہا اتنک ہوش مین نہین آیا یہہ عجب طرح کا متوالا ہے کسی نے
کہا اسکی ناک سرخ ہے منہہ کالا ہے غرض جب دربار مین
لوگون نے اسطرح کا شور مچایا تب اول عصا بردارون نے یہہ شعر

ادہر ادہر دیکھہ کے انکو مکان مین لے لیا دروازہ بند کر دیا اشرفیان خالی کر کے انکو ذبح کیا کاڑ داب دیا جب بادشاہ نے خبر پائی کہ خچر غیب ہو گئے پتا نہ معلوم ہوا تشویش زیادہ ہوئی بڑھیا کو بلوا کر تاکید اکید کیا باہر نکل کر پہلے اس استری نے یہہ دریافت کر لیا کہ مہرون سے لدے ہوئے استر فلانے محلے مین گم گئے ہین بعد ازان ایک پیالہ لیکر اس محلے مین گھر گھر پھرنے لگی یہہ صدا کرنے لگی کہ اگر خچر کا لہو تمہارے وہان ہو تو برائے للہ مجھے دو اس کم بخت کی اکلوتی لڑکی نہایت بیمار ہے معالج نے کچھہ دوا ملا کر اسکو بدن پر ملنا بتلایا ہے اسلئے درکار ہے عنایت کر کے مجھہ سی بیوہ کی دعا لو ہوش رہا جس ضعیفہ کے گھر مین رہتا تھا اسنے اس مکارہ کی یہہ بات جو سنی جھٹ بلا کر خچر کا لہو کہ جو اس افلاطون زمان نے خفیہ ایک خم مین بھر رکھا تھا کاسہ بھر کے اسنے لا دیا اسنے باہر نکل کر دروازہ پر لہو کا ایک ٹیکا کیا خوش خوش اپنا رستہ لیا بادشاہ کی خدمت مین آکر یہہ خوش خبری عرض کی ہوش ربا تو اکثر وہان حاضر ہی رہا کرتا تھا یہہ سنکر بدرجہ اتم پیچین ہوا شتاب شتاب گھر آیا ماما پر عتاب کیا پھر باہر نکل کر تمام محلے مین ہر ایک دروازے پر ٹیکا دیا جب پولس کے سپاہی اس

آئی ہے ہوش ربا نے آداب بجا کر اپنے مکان کا رستہ لیا
جب دن گیا اور رات آئی بادشاہ نے مصلحت سے پوشاک
بدلا ئی تن تنہا گشت کو نکلا وہاں ہوش ربا نے بڑھیا کو یہہ
تعلیم کیا یعنے آج تمام شب تو مکان کا دروازہ کھلا رکھ کے آنا پہنے
رہیو اگر کوئی شخص گھر مین چلا آ کر تجھ سے پانی یا کچھ چیز مانگے تو یہہ
جواب دیجیو کہ میرا لڑکا نہایت آوارہ اور بدمزاج ہے یہہ اسکی
عادت ہے کہ جب چکی چلتی ہے تب اسے نیند آتی ہے اور اگر
باز رہتی ہے تو اسکی آنکھ کھل جاتی ہے اٹھ کے مجھے مارتا ہے
غرض جب تک وہ تیرے عوض پیسنے نہ بیٹھے تب تک تو
اٹھ کے پانی یا کچھ اسے نہ پلا ئیو خبردار خبردار میرا کہا نہ بھول جائیو
یہہ سکھا پڑھا کر سو رہا الغرض بادشاہ اس محلے مین آکر گشت
کرنے لگا پھرا پھرنے لگا جب آدھی رات گذری اور ہوش ربا کا
دروازہ بند نہ ہوا تب بادشاہ نے قیاس کیا کہ شاید اس
گھر مین فتنہ بیدار ہے بلکہ تحقیق یہی دزد و مکار ہے جو ہو سو ہوا اسکا
واقف ہونا چاہیے یہہ سوچ کر اس مکان مین داخل ہوا تو دیکھا
کہ ایک جوان بیدار مان ایک صحن دو پٹہ اوڑھے پلنگ پر سوتا
ہے اور ایک بڑھیا آٹا پیس رہی ہے قضا کار اس وقت اسکو

آخر تک احوال کہہ کر بولا کہ مین مجبور تھا تب اپنا قول عمل مین لائے
یعنے میری مانکو ابتک نہ یاد کئے نہ بلوائے اسلئے انکا یہہ سخن کہ مین
لڑکا جنون تو ایسا جنون کہ وہ میرا بدلا تجھسے لے بیر بستانے
کی اگر سزا ہووے بین عمل مین لایا ہون قصور معاف کرو بادشاہ نے
اسکو چھاتی سے لگایا دل باغ باغ ہوا اسیدم بارہ مین سر جھکایا
اسکی چالاکی پر عش عش کیا ہات پکڑ کر اپنے محل کا رستہ لیا تجمل
سواری ہاتی عماری بھیج کر اسکی مانکو بلوایا جشن شاہانہ کیا تاج و تخت
اسی فرزند ارجمند کو سونپ دیا ہر طرف صدائے مبارک بادے

ملاقات تھی روز نوروز رات شب برات تھی

جسطرح انہین بہم ملایا ۔ بچھڑے ہوئے سب ملین خدایا

نقل

کسی فقیر نے کسی بخیل دولتمند کو دروازہ پہ بیٹھا دیکھ کے سوال کیا
کہ بابا واسطہ خدا مین نے دو روز سے سوا قسم کھانے کے اور کچھ
نہین کھایا ہے ایک نان خشک کھلا کہ سیر ہو کے تجھے دعا دون
تا مولا تیرے من کی مرادین بر لائے خداوند نعمت نے جواب
دیا کہ سائین اسوقت نان تو کیا بلکہ نانکا بھوکا بھی نانکو تو برکت ہے

ظلم ہوا تھا ایک بار تو فقیر نے اس پاس آکے سوال کیا کہ کیون کوبیٹے کی صورت استری کو یہ سورت کچھ داتا کے نام کا بھی ہے وہ سنکر گالیان دینے لگا فقیر بولا ست ہے ست ہے اپنی کا بہات ہے کر رکھ اسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ اسکو خوب باندہ مارو انہونے ویسا ہی کیا غرض اسنے جب رہائی پائی مقابل اگر یہ بات سُنائی کہ اودید سے دہوئے دہوبی کندی تو کی اب کچھ کلف کو بھی دلواتا ہے یا سو کھے لکھو کھے ہی اپنے دہلیز کے پتھر سے پیچھے پھراتا ہے یہہ لطیفہ پسند کر کے اسنے اسکو کچھ دلوایا ؛

لطیفہ

لطیفہ عرب کے بادشاہون مین کسی بادشاہ نے سلیمان نامی ایک شخص کو کسی قریہ پر عامل کر کے بھیجا اسنے وہان جاکر دیا یا ظلم و فساد کا جمایا اور تعدی کا بڑہایا اہل قریہ بادشاہ پاس آکر فریادی ہوئی سلطان نے ایک پارچہ پر کفرت نعمتی یا سلیمان لکھ کر انکے حوالے کیا کہ تم یہہ کاغذ لیجا کر اسکو دو مظلومون نے وہ حکم نامہ لاکر حاکم مذکور کو دیا اسنے اسکا مضمون دریافت کر کے اسکی پشت پر وَمَا کَفَرَ سُلَیمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا لکھ کر بادشاہ کی خدمت مین بھجوایا وہ اس عریضہ کو دیکھ کر

تھا ایک گل فام نازک اندام بیٹھی ہوئی تھی ایک آقا صاحب سے جو کہ اسکے مصاحب تھے وہ کہنے لگی کہ اگر ایک جام پانی کا عنایت فرماؤ تو عین نوازش ہو وہ بولی کہ اگر بو نہ رہ جاوے تو رنڈی نے جواب دیا کہ تمہارے جیسا ایک اور پیدا ہوگا آقا نے کہا اگر ہماری بو نہ رہیگی تو البتہ بحکم الولد سر لابیہ ہمارے جیسا ہی ہوگا رنڈی یہہ بات سنکر پانی پانی ہوگئی ؁

لطیفہ

کسی غریب مرد آدمی کے وہاں دو چار شرفا کا کھانا تھا سو اسنے اپنے نوکر سے کہا کہ غاشیہ نہایت میلا ہے لوگ آوینگے اس سے پہلے تو اسے دہولا وہ اپنے آقا کے حکم موافق ندی پر غاشیہ دہونے گیا کنارے ایک پتھر تھا اسپہ اسکو رکھکے ادہر اودہر پھرنے لگا اتنے میں بھرتی جو آئی پتھر پانی میں الوپ ہوگیا غاشیہ تیرتا نظر آیا اس غریق بحر غفلت نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا موج غاشیہ کو کہیں سے کہیں لے گئی جب وہ لہری غاشیہ سے ہاتھ دہوکر اپنے آقا کے گھر آیا مہمانوں کو بیٹھے پایا اپنا سا منہہ لیکر ایک طرف کھڑا رہا میان صاحب اسے خالی ہاتھ دیکھکر خیال کیا نہ

یہین پہلے ہی عرض کرتا ہون انجام اس کام کا بھلا نظر نہین آتا کیونکہ ظل
سبحانی ہمارے ناز پرور تھے انھون نے ہمکو زبان دراز بنا رکھے
تھے جیسا دل چاہتا تھا ویسا ٹھٹھا کرتے تھے لیکن نظروں سے
نہ گرتے تھے اگر عادتاً کچھ زبان سے نکل جاوے تو مصیبت
جان پر آوے کیونکہ ہماری بات اٹھانا آپ کے مزاج مبارک سے
بہت دور ہے اس لیے بندہ معذور ہے شہزادہ نے کہا کچھ مضایقہ
نہین ہماری عین خوشی ہے کہ ظرافت اور لطیفہ گوئی کا چرچا دربار
مین رسم قدیم کے موافق جاری رہے پر ایک صاحب شاہی
علم مجلس سے نہ جاوے ہے شہزادہ نے یہہ کہہ کے جبرًا اسے قلمدان
وزارت کا بخشا اپنے باپ کی جاے خالی دیکھ کے وزیرزادہ
کی چھاتی بھر آئی دم سرد بھر کر ماتم زدون کی سی صورت بنائی
شہزادہ بولا سچ کہہ تجھے کیا یاد آیا وزیرزادہ نے عرض کی کہ
میری ایک چیز یہان نظر نہین آتی غایب ہے شہزادہ نے جان لیا
کہ اپنے باپکو کرسئ وزارت پر جو نہ پایا ہے تو یہہ سخن لب پر
لایا ہے از روے تمسخر فرمایا کہ اگر ہم یہان سے یہان وہ چیز
تجھے تجویز کردین تو تو ہمین کیا دے بیربل کے لڑکے نے اسکا
منافی سخن پہچان کر جواب دیا کہ نصف لی و نصف لک یعنے

شہزادہ نے بھی پھر اسے نہ بلوایا جانا چاہیے کہ اس زمانہ مین اتنا بڑھکے ہر کسی سے تمنا کرنا بیجا ہے تھوڑے مین ہی خراب ہے

بقول ولی

مصرع

جو حال حد سے زیادہ بڑھا سو سست ہوا

نقل

ایک سپاہی کی عورت نہایت غدارہ مکّارہ تھی لیکن عندالناس وہ خوبصورت نیک سیرت مشہور تھی ظاہر مین انگبین باطن مین زنبور تھی اپنی عقلمندی اور چالاکی سے خاوند کو مطیع کر لیا تھا رات دن اسکی خدمت گذار رہتی تھی اگر وہ کسی اور عورت سے ہنسکر بات کرتا تھا تو وہ رو کر یہہ کہتی تھی

شعر

غیر سے مہر خدا است مل جلے ہے دل میرا ؎ او بت پہ خوف کعبہ کو جلانا منع ہے ؎

وہ کہتا کہ او سفلی خدا سے ڈر ایسے بیہودہ طعنے بکر جی مت جلا سید علوی ابن سیادت پناہ و شرافت دستگاہ اعلی مراتب جناب سید محمد صاحب سجادہ سیدنا علی بن عبد اللہ العیدروس قدس سرہ کے اس شعر پر نظر کر ؎

زیرک

مین

مین چپکا کھڑا ہوکے سیر کرنے لگا اسنے پہلے پھول شکر مع جو کچھ
نذر مین بہائی پھر ہات اٹھاکر ستر کونکی اور کافرونکی عورتون کیطرح
طرح نعوذ باالله یہہ سخن زبان پر لائی کہ اے ما پاربتی گنگا میری یہہ مراد
جلد بر لا یعنی مجھے جسکی صورت نہین بہاتی ہے شتاب اسکی
بہائی کہائون اپنے چاہنے آشنا کو گلے لگاؤن اتنی بات کہکے
جھٹ پٹ پیچھے لوٹی مرد پوشیدہ اس ماہیت سے واقف ہوکر
اس سے پہلے گھر آیا یہہ شعر حضرت قدر قدرت شہنشاہ والا
جاہ اعلی مراتب بہادر شاہ مدظلہ العالی کا لب پر لایا **ظفر**

اب کے جو راہ محبت مین اٹھائی تکلیف ؞ سخت ہوتی ہمین منزل
کبھی ایسی تو نہ تھی ؛ بعد اسکے وہ بھی دبے پاؤن آکر سو رہی
جب ماہتاب چھپا اور آفتاب نکلا وہ دل جلی اپنے خاوند کے
چھپر کھٹ سے جیسے انگارونکا بستر سمجھتی تھی مانند دہوئین
اٹھی اور بہزار کراہیت مکان مین امورات سحر یکو سر انجام دینے
مین مشغول ہوئی جب دہندے سے فراغت حصول ہوئی
شوہر کو بیدار کیا اسنے وضو کرکے نماز پڑہی اسنے ناشتہ قہوہ
قلیان اسکے روبرو رکھہ دیا بعد اس خورد و نوش کے گھر سے
باہر نکلا اگرچہ وہ غواص بحر دانشوری پھیرنے کے فن مین سیر چھلی

موج بیتاب ہوں ہمیرا آغوش صدف کے مانند ٹھہرے یہہ بات
جب وہ کہہ چکی تب اسکے خاوند نے [illegible] وہ جناب
پانی پہ سر بلند کیا اور اپنا منہ [illegible]
دیا کہ سن باوجود اس عادت [illegible]
ہے تو ایک مدت سے [illegible] کرتی ہے
اسلیے ہم تیرے زخم دل پر مرہم رکھتے ہیں اب تو ایک کام
کر ایک چلّے تک ہر روز اپنے خاوند کو شمس مرغ کھلا جب چالیس دن
تمام ہونگے وہ دیکھتے دیکھتے اندھا ہو جائیگا یہہ تدبیر اسکے نابینا
ہونے کی ہمنے تجھے سمجھائی خیر بعد اسکے ایک چلّے تک ترحلوا اسکو
کھلائیو اے شیرین کلام جب چلا تمام ہونے آئیگا وہ سنگ دل
مانند فرہاد کے تیشۂ اجل سے ہلاک ہو جائیگا بہگوان کریگا تو تو
اس بد طینت کے ہاتون سے مخلصی پائیگی گویا گنگا نہائیگی جا اپنی
راہ لے یہہ مژدہ سنکر وہ شاد شاد راہی ہوئی میان جی نے
بھی کنارے پر آکر خوب طرح بدن خشک کیا جلد جلد گھر کا رستہ
لیا عورت سے پیشتر آکر سو رہا اتنے مین عورت نے بھی
آکر نہایت احتیاط سے دروازہ اپنی چشم دانش و بینش کے
مانند بند کیا سر سے چادر اتاری شکر کی اس لئے خواہ مخواہ تک

گوشت تھا تب ہو کر بیٹھے سخن لب پہ لانے لگا کہ اندنون میری آنکھوں کی
بہوت نہایت کمت گئی ہے جان ہمچا تو تیکی شکل نہین پہچانتا ہون
دیدونکی وسیاہ و سپید کا پر پردہ آگیا ہے تاریکی مین روز و شب
یکسان جانتا ہون بحرف ہمیشہ گھر مین تو وہ مکار بینا اچھا نابینا
بن بیٹھا تا ست صبح آنکھین تو ملا لاتے ہین انسان کے
اوپر ... اندھے ہین یہان اچھے ہین بتنا نہین اچھا عورت کو
یقین کلی ہوا کہ اسکو بالکل نہین سوجھتا ہے اسنے اپنے یار کو گھر مین
بلایا وہ بے باگانہ چلا آیا اسکے ساتھ آہستہ آہستہ باتین کرنے
لگی وہ بھی بار بار اس نہال خوبی کو آغوش مین لے لیتا چپکے چپکے
بوس وکنار کا لطف اٹھا کر ہنس دیتا تھا سپاہی یہہ سب تماشا
دیکھ رہا تھا جب بوجہہ کر انجان ہوا جاتا تھا چشم پوشی کو کام فرماتا تھا
برای مصلحت غم و غصہ کو ضبط کیا اسکو جانے دی جب پھر ایک
رات گئی پہلے وہ ذرا خاوند کے بغل مین آکر سو رہی پھر بہانہ کیا کہ گرمی
سے میرا جی اکتاتا ہے الگ بستر کرکے سو رہتی ہون غرض پھر طور
اپنے یار جانی پیوند روحانی کے ساتھ گلے لگ کے سو رہی وہ
دونوں پہر رات تک نہایت عیش و عشرت مین مشغول رہی
لگے دکھڑے سے بعد ازان اپنے نصیبون کیطرح سو رہے سپاہی کو

سیادت مآب سید علوی بن جعفر صاحب و جناب قدوۃ الاولیا
زبدۃ الصلحا سید احمد بن یونس صاحب وغیرہ کئی صاحب لوگ
بھی تشریف لے گئے تھے مجملہ انکے فقط دبیر بے نظیر عالی مراتب منشی محمد
حسین صاحب جو کہ حال یہان عدالت مین منشی گری کی خدمت
سے سرفراز ہین اور انکے بھائی صاحب منشی محمد حیات اور نور
میان صاحب فرزند ارجمند ملک مراد صوبہ دار رسالے کئی آشنا
برابری سے بیٹھے رہے بڑی دیر تک لطیفہ گوئی اور چہل کا چرچا
رہا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہانی وہان کوئی شخص صاحب حجاب کا تو تھا ہی
نہین اسی اثنا میں ایک صاحب زیر سر تکیہ رکھ کے لیٹے
انکے نزدیک جو صاحب بیٹھے ہوئے تھے انکو یہہ بات
ناپسند آئی بولے کہ سبحان اللہ ہم جاگین اور یہہ سو رہین یہہ کہہ
کے جو سو رہے تھے انکے سرہانے سے تکیہ کھینچنے
لگے اونہون نے چونک کر تکیہ پکڑ لیا باہم کشاکشی ہونے لگی ایک اور
صاحب یہہ کشمکش دیکھ کے کہتے تھے کہ عجب تماشے کی بات ہے
ایک تکیہ کے واسطے دو فقیر لڑ مرتے ہین تا تا پائی کرتے ہین یہہ سنکر
دونون نے جلد تکیہ چھوڑ دیا سب ہنس پڑے اٹھو نکالا
ٹھٹا کیا ؁

کیا کہ کلام مجید و فرقان حمید کے چالیس سیپارے نازل ہوئے
تھے خلیفہ سیوم جامع قرآن امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان
رضی اللہ تعالی عنہ نے دس کم کیے انھوں نے جواب دیا کہ تیرا
سوال تیری اس بات کا جواب ہے یہہ جہل یاروں کا حساب ہے

لطیفہ

جناب فضیلت مآب گل گلزار مصطفوی بلبل شاخسار مرتضوی
عالی مراتب حضرت سید محمد صاحب سجادہ جناب قدوۃ الواصلین
و زبدۃ العارفین سیدنا علی شاہ عبد اللہ العیدروس قدس سرہ
کے وہاں کچھ مجلس خوشی کی تھی جب سب عالم فاضل پان
گلاب لیکے رخصت ہوئے اور خود صاحب مکان بھی مع جناب
شرافت و نجابت مآب خلاصہ خاندان مظہر العجایب سید عبد القادر
صاحب محفل سے اٹھ گئے رنڈیوں کا طایفہ آیا راگ رنگ کا
چرچا شروع ہوا جب وہ گا چکیں ایک صاحب رنڈی کی طرف
اشارہ کرکے سجادہ موصوف کے فرزند ارجمند سے مخاطب
ہوئے کہ یہہ رنڈی خوب گاتی ہے ہر مرد و زن بزم یار کی چھاتی
بھر آئی ہے سازندہ سمجھ گیا رنڈی سے کہنے لگا سنو بیبی

کرنے اسے آج ایدون کے تھے تجھے سب ہنسانے آپ ہی فرمایئے

بھلا اپنی ماں کو کوئی بھی بڈا کن کہتا ہے جو یہہ کہینگے یہہ بات سنکر

سب ہنس پڑے

لطیفہ

کسی امیر نے یہہ لفظ ببی جو د یویل بے نقطہ ایک

پارچہ پر لکھکر عربی خوان منشی کو دیا کہ تو پڑھ سنا اسنے

ببی جو ڈیویل پڑھ سنا یا پھر فارسی خوان منشی کو بلایا

اسنے بیبی جو دیدیہ پڑھا بعد ازان ہندوستانی منشی آیا

امیر نے اسکو بھی وہ کاغذ لکھا ہوا دیا اسنے نقطے دیکے بیبی

چو دیدیہ پڑھکے کاغذ امیر کے حوالے کیا ۔۔

خاتمہ کتاب
مسطور الموسوم بہ گلدستہ نشاط و سرور

مشتاقان صحیح نقش و دقیقہ شناسان نکتہ رس کے ضمیر

روشن ہووے کہ جناب میان عبد المجید صاحب

نام چاہتے ہین پر کام ویسا نہین کرتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ جہل
گوئی پر استادی کا دم بھرتے ہین سودا سمجھے ہین وہ شعرا اپنے
براز سوز یوسف ؛ معنی ہے سو وہ خواب پریشان کی تعبیر افسوس
صد افسوس شعر ہوتے ہین نا شاعرون کے ہاتھ سے مضمون شہید
اب زمین شعر بیشک ہے زمین کربلا ؛ اگر اس زمانہ مین کمال حاصل
کرنا تو البتہ دشوار ہے لیکن اتنا علم تو ضرور ہے کہ اپنے حوصلہ
موافق ہو تکمیل اسکی درستی کی صورت ہو بالغرض جناب باری اگر تمکو
جامع الکمالات بھی کرے تو دعوا کب سزاوار ہے کیونکہ شعر
درجہان قبل مت رسیار اند ؛ وست بالای وست بسیار است ؛
میان ناسخ سے جگت استاد گو کہ اسم با مسمی تھے لیکن
قیاس کرو کیا فرماتے ہین شعر کب ہماری فکر سے ہوتا ہے سودا کا
جواب ؛ ہان تتبع کرتے ہین ناسخ ہم اس مغفور کا مگر بات تو یہ
ہے کہ ان باتون سے ابنائے زمان بے نصیب ہین مضمون کے
رقیب ہین اس زمانہ مین ہر ایک شخص خرچ اخراجات مین گرفتار
فکر معیشت مین خوار و زار ہے باوجود اس عدم فرصت کے اگر کوئی
شخص اپنے حوصلے موافق کچھ تصنیف کرے تو دیکھکر از راہ منصفی
آفرین کہنا اگر بہ نہ بن آئے تو خاموش رہنا سو بر عکس اسکے

علی الخصوص ببیرے نظیر روشن ضمیر سرو فتر منشیان ...

عالی مراتب جناب منشی لطف احمد صاحب اور دریائے ... عنت ...

کے بے بہا مرزا علی اکبر صاحب المخاطب بمنشی بہادر ...

صاحب عزو تمکین منشی امیر الدین و ستر جان ...

ماب معتمد مصاحب سید غلام رسول صاحب و ...

زمان خان شجاعت نشان جناب محمد حیات خان صاحب و خوش

نویس لاثانی مقبول بارگاہ خالق مطلق مولوی حماد الحق و منشیان عطارد

رقم آقا فیض علی صاحب و جناب شیخت مآب شیخ کریم احمد ایک سے

ایک اعلی سبحان احمد و متصدیان نیک نام پر سو تم ... منشی ... لال

و کرپا رام و ملازمان حضور معتمد الخدمت نور محمد با وجود ...

فطرت و عالم خان شیخ اسماعیل خیر الدین و سید محمد شاہ ...

جناب باری سبھونکو اس وجیہ بار امارت و ایالت ... قیام

زمین و زمان سا تھہ حفظ و امان کے رکھے بجاہ سید ...

العالمین ⁂

الٰہی بحق رسول انام ہو مقبول طبع صغیر و کبیر امورات دین اور دنیا سے جب	یہی التجا ہے کہ میرا کلام پڑھیں اسکو ہو شاد برنا و پیر ملے سب کو فرصت پڑھیں اسکو تب

دیتیم [illegible] نہاد و ورود نامسعود و برافصح عرب و املح عجم کہ نشرات
نم را از ظلمت کدۂ ضلالت برآورده باستظام دلایل قواطع ایمان
[illegible] ایست۔ اما بعد ہرگاه کہ این مثنوی منظور رہانی و مثنوی جگر سوز
و انتخاب غزلیات رنگین موسوم بتوتیای نرگس مخمور و کتاب
نقلیات پر مضامین المقلب بگلدستۂ نشاط و سرور تاشاعر عالی
مقام مقبول خاطر جمہور انام شیخ محمد المتخلص منظور بر صفحہ قرطاس
مسطور نمود و بر تو نظم و نثر او نور بخش چشم سخن سنجان نزدیک و دور
[illegible] داد نظم و نثر بوضعی داد ۔ ہر کہ بشنید گفت تحسین باد
[illegible] بوستان غنچہ سخن را چون سروری در دل و لذتی از و
حاصل گردید کمر باعتراف بستہ و راه ستایش پیش گرفتہ بتحسین
و آفرین لب نہ کشودند چونکہ مضامین دلفریبش خاطر احقر را شاد و
افسردگی دل را برباد ساخت بفکر تاریخش کوشیدم

گفتم

تاریخ

چونکہ منظور را ز حسن زبان ۔ گفت احمد برای تاریخش	گردد سخنہ بجہان سخن ۔ از سر مہر بوستان سخن
	۱۲۷۹

رستم دکا زمین پہ نہ سام رہ گیا ۔ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

غلطنامۂ توتیائے نرگس مخمور متن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۸	کے ہے	کرہے
۹	۱۷	ہیں	ہاں
۱۰	۶	ہی تھی	بھی تھی
ایضاً	۷	جسیاں	جیاں
۱۱	۱۱	سبنہ	سینہ
۱۳	۱۵	اسکے بدنسے	تیرے بدنسے
۱۶	۱۱	چڑاھا	چڑھا
۱۷	۱	پہ	پہ
۱۸	۹	ہل	اہل
۱۸	۱۰	حود	خود
۲۱	۸	سیپں	سیل
۲۲	۱	کنہ	کنبہ
ایضاً	۱۷	راحت فرحت	راحت و فرحت
۲۳	۶	بھیرے	پھیرے
ایضاً	۱۴	تہ بالا	تہ و بالا
ایضاً	۱۷	منظو	منظور

غلطنامہ توتیائے نرگس مخمور حاشیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۹	محاب	حجاب
۳	۲۰	سے	سینے
ایضاً	۲۳	شام سحر	شام و سحر
۵	۳۰	پہنے	پہینے
۶	۱۲	کھنچا	کھچا
۹	۲۷	جسم	چشم
ایضاً	۲۹	اوتس	اورتس
ایضاً	ایضاً	ہاں	ہاں ہاں
۱۰	۳۳	ابتو برائی برائی	ابتو برائی
۱۲	۲۸	ماتہاب مجکو	ماہتاب ہاں مجکو
۱۳	۲۰	اُسنے	اِسنے
۱۵	۷	درما محل کیے	دریا محل
۱۶	۲۷	وہ بیاہ کیے	دن بیاہ کیے
۱۷	۷	بیگان	پیکان
ایضاً	۷	بیگانا	لگایا
۲۰	۲۱	بابی ہاں	باہاں ہاں

غلطنامہ متن گلدستۂ نشاط و سرور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	تاب منبع	منبع
ایضاً	۴	بایماء اواز	بایماء واذ
۴	۶	سوزو الشمس	سورۂ والشمس
۵	۱	الذین آمنو معہ	والذین معہ
ایضاً	۳	فرماکی ہں	فرمائیے ہاں
ایضاً	۱۶	جزیرو س	جزیرو نیں
۶	۴	موحیں	موجیں
ایضاً	۵	مدحت	مدت
۷	۹	کتا ما	کتابیں
ایضاً	۱۶	ربیر	زبیر
ایضاً	۱۷	بنمبئی	بنمبئی
۹	۱۵	اشرفا	حشرفا
۱۰	۱	دیا	دیا
ایضاً	۱۶	جمہور الاانام	مقتدائے جمہور الانام
۱۱	۸	حانقش باعی	خانہ نقش باعی

غلطنامہ حاشیہ گلدستۂ نشاط و سرور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۸	شبستاہ	شبستان
ایضاً	۲۱	کیا	کہا
۴	۲۵	مارک	تارک
ایضاً	۲۶	وامل بیتی	واہل بیتی
ایضاً	۲۹	فہلکو	فتہلکو
ایضاً	۳۰	سہلکو	فتہلکو
۵	۱۳	القمرسن باتکی	القصاص باتکی
ایضاً	ایضاً	باہمہ	باہم
ایضاً	۲۲	سیجے	سیج ہے
ایضاً	۲۶	اعتمادکے	اعتماد اپنے
۶	۱۰	کیو	کیونکہ
ایضاً	۲۸	بالکت	بالکسب
۷	۲۵	سے	پیسے
۹	ایضاً	سے	سے
۱۳	۳۳	سواہ فالو	سواء المضمون فالو

غلطنامہ متن گلدستہ نشاط و سرور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١	٩	دیوار کی	دیوار کی
ایضاً	٢١	بہرمندان کے	بہرمند و کے
١٢	١	مقرر	معزز
١٤	٩	میرت	میرے
ایضاً	١٣	جو یر	جو زیر
١٥	١٧	بھاتھا	بھیا تھا
ایضاً	ایضاً	کھلانا	کھلاتا
١٦	٣	بقا	بقا
ایضاً	٥	صدر آرا	صدر آرا
١٨	٩	یہہ دکھایا	یہہ دن دکھایا
١٩	١٢	شاگردشا ورشید	شاگرد رشید
٢٤	١٥	کیادورکے	کیادوکے
٢٧	٩	گرنا جاتا	گرجاتا
٣٠	٧	حس	حسن
ایضاً	١٢	دکھامنع	دکھانا منع
٣١	١٠	ستائو	مثائو
٣٤	١	موعود	موعودہ
٣٥	١	مرکن آکرکو	مرکب کو آکر
٣٦	٥	[illegible]	[illegible]
٣٨	١	صنعاہاین	صنعاہائے
ایضاً	١	جوددار	جوددار
٤١	١٣	دینار کسر	دینار پر
٤٤	٤	بلکل	بالکل
٤٥	٣	التقریر	التقریر
٤٧	١	چراسی	چپراسی
ایضاً	٣	انبوہ	انبوہ سے
ایضاً	٤	از	اژ
ایضاً	١١	اتنیں	اتیں
٤٨	٣	چینی	چنیے
ایضاً	٩	کھتا کھنکورہ	کھتا کھنگھور
٤٩	١٤	موفا	مونہا
ایضاً	١٦	زرینی	زرین
٥٠	١٢	کہ آنکھ	کہ پھر آنکھ

غلطنامہ حاشیہ گلدستہ نشاط و سرور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٤	٥	لاپتے ناحق	لاتیں ناحق
١٦	٢٥	چھپے	چھپکے
١٩	٢٧	جعفری	جعفری
٢١	١٩	رکھتا	رکھا
٢٢	٢٣	باشد	باشند
٣٥	٧	کریہان	کہ یہان
٤٠	٢٥	آئے	آئیں
٤١	٣٣	کروزیر	کر باہر نکلا وزیر
٤٥	٢٤	بخوشی کیا	بخوشی مکانیں
٤٦	٩	مگرا ظاہرا	مگر ظاہرا
٤٦	٣٠	سہی	نہ تھی
٤٧	١٣	آئی نقر	آئی نظر
ایضاً	٣٠	شعراں روشن بیاں	شعر روشن بیاں
٤٨	١٧	سنکے مادر	سنکے نادر
ایضاً	١٨	فارسیاں زبان سر	فارسیاں زباں پر
٤٩	١٣	اسس بدشکل	اس بدشکل
٦١	٤	کرستون کی	کر ستون کی
٦٤	٢٨	[illegible]	میں نے اس
٦٨	١٨	بہایاب	بہا آب
ایضاً	٣٠	چارحلبی	چار جلیے
٦٩	١٠	عازہ٥	عازم آب
٧٠	٣٠	مداراین	مداراتیں
٧١	١٠	جب	جیب
ایضاً	٣١	حریض	حریص
٧٢	٢٦	رسیے	یہ رسیے
٧٤	٥	یاں نے قلعی	یاں قلعی
٧٦	٣٤	جس وہ بہت	وہ جس بھوت
٧٧	٢٥	[illegible]	[illegible]
٧٨	١	رؤیا	رؤیائے
ایضاً	١٧	صوریں	صورتیں
٧٩	٢٠	مرتی	مربی
٨٠	١١	روانہ	رونہ
٨٥	٢٥	دونوں نے	دونو

غلطنامۂ متن گلدستۂ نشاط و سرور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۵	منہگوایا	منگوایا
ایضاً	۳۳	ڈور	ڈور لیٹے
۵۴	۳	جاتا	جاتا
۶۱	۸	حباب	جناب
۶۳	۱۷	انتظاری تھیں سب	انتظاری میں سب
۶۶	۱۱	سرک	ترک
۶۸	۱۴	پست	پشت
۶۹	۱۴	سکو	تسکو
۷۲	۱	حفیف	خفیف
ایضاً	۷	ان نور	ان تو ڈ
ایضاً	۱۰	خلف	خالف
ایضاً	۱۱	توس	شتمس
ایضاً	۱۵	آزاد	آزاد تھا
۷۵	۹	وہ بولی تو مرد میداں ہو کر ڈرتا ہے	وہ بولی تعجب ہے تو مرد میداں ہو کر
۷۷	۸	سایستہ	شایستہ
۷۸	۱	جسکو	جن جنکو
ایضاً	۲	ڈرنے لگا	ڈرنے لگے
۸۰	۱	یسی	ایسی
۸۲	۱۰	جزاء الاحسان الی الاحسان	ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
۸۵	۱	دو نے نو	دو نو نے
۸۶	۴	خسر نے اپنے خسرو کو	خسرو نے اپنے خسر کو
۸۷	۱	اسنے	اپنے
۸۸	۴	گھورے	گھوڑے
ایضاً	۸	ہو	ہوا
ایضاً	۹	بجایا سپاہی	بجوایا اور سب سپاہی
ایضاً	ایضاً	بنیے	بنیے
ایضاً	۱۳	سا روند	روند
ایضاً	۱۳	دربان ہی کو	دربان کو بھی
۹۱	۵	گوشہ میں مقدمو لکا	گوشہ میں گھڑا رہکے مقدمو لکا
۹۳	۶	علداروپر	علدار و زیر
۹۴	۱	مراسنے	اسنے
۹۸	۱۴	ہو	ہوا
ایضاً	۱۷	[illegible] اپے	صاحب نے کیے

غلطنامۂ حاشیۂ گلدستۂ نشاط و سرور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۹	بات نہ آتا	بات آتا
۹۱	۲۰	ہمراہ قدیم لو	ہمراہ لو
۹۲	۱۳	باد جو ہوشی	بادۂ ہوش
۹۴	۸	حاچلاک	چالاک
۹۵	۱۳	نہا پیاسی	نہایت پیاسی
۹۷	۹	امیرکا	امریکا
ایضاً	۲۱	بات جو	بات ہی جو
۹۸	۲۴	وزیر کے لڑکے کو	وزیر مذکور کے لڑکے کو
ایضاً	۳۰	ابزارت	وزارت
۹۹	۲۴	فتیل سود	فتیل سوز
۱۰۲	۲۷	لائی	ہلائی
۱۰۷	۲۴	مذکور	مذکور ہے
۱۰۸	۲۶	وانسان	کہ انسان
ایضاً	۲۷	و	را
ایضاً	۲۸	تسخیر	بہ تسخیر
ایضاً	۲۹	یک	ملک
ایضاً	۳۱	پر	بر
ایضاً	۳۲	دہیں	ذہیں
۱۰۹	۴	مم	امم
ایضاً	۵	المقلب	الملقب

تتمۂ غلطنامۂ متن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۱۱	مادتم	ماتم
۱۰۱	۵	اشنا	آشنا
ایضاً	۱۴	جب ڈھونڈھیا	جب گھر ڈھونڈھے
۱۰۳	۳	دیدونکی و سپاہی	دیدونکی سپاہی
۱۰۶	۱۳	منیر	منیر سپہر
۱۰۷	۲	ستادی کا	استادی کا
ایضاً	۳	سوریوسف	سورۂ یوسف
ایضاً	۸	سرزوار	سزاوار
ایضاً	۱۶	مقصف	مصنف

ایکسا [illegible] اگر کسی [illegible] باطل گردد

این خط صحیح الدین است

شایقان سخن و نکتہ شناسان مضامین نو و کہن

کو لازم ہی کہ ان نسخونمین جلد نویسی کے باعث کاتبون

سے جو غلطی واقع ہوئی ہی سو غلطنامہ پر بغور معاینہ فرما کے

اسکو درست کرین اسمین ہرچند ہرچند تساہل

نہ فرماوین کیونکہ آیت و حدیث مین جو غلطی ہی

اگر اسکو درست نہ کیجیے ایسے طرح رہنے

دیجیے تو نعوذ باللہ منہا گنہگار

ہونیکا موجب اور

سوا اسکے جب

نسخو

صحت کامل ہوگی تو پڑھنے والونکو کیفیت اسکی کما ینبغی حاصل ہوگی فقط

اینکتاب [illegible] اگر کسی [illegible] کند باطل است

[illegible]